

ایشی صرف



اُد کُ ان سرتاج تھیریوں کی کشیدھو تھک تھکے
بیچھل تھوڑ کٹلے اکسار کاد رجہ کھتی ہے
کر دارون سکھنے اور ستری ادب کشینشاہ
این صحن کے سخن اغزیں قام سے عران کاد پسپ کانامہ



جیسیں اسکے بند کر کے پچھوپنے لگا تھا۔ اس عمارک
 پر خاکوش ہی رہا۔
 کاشتیری سے صافت طے کرہی تھی لیکن ان دونوں
 کو معلوم نہیں تھا کہ جانا کہاں ہے۔
 وہ تورخ طلوع ہوتے تے قبل غانہ ہوئے تھا دار
 اب اچھی خاصی دعویٰ پیش کی گئی تو میر کے ادا خرا کا تواریخ
 اپنی پھر مانی کھو جا کتا تھا۔ اس لیے یہ غفرناخوش گوار بھی نہیں
 معلوم ہوا رہا تھا۔
 ”بم جاہل رہے یور ملی نس؟“ دفعتہ جیسی نے پوچھا۔
 ”ایسے ہی تھا میں بنا ہوا جا پائی کہ اخہیدنے۔“
 ”میں سمجھا نہیں۔“
 ”دین تھیج کر تھیج لیا، بس دو دھانی میں اور جلتا
 پڑے گا۔“
 ”لیکن آپ تو پنک پت شریعت لائے تھے؟“
 ”بڑا کاشی کھکھ کر معاشر کرو۔“ غفرنے کے باہر گاڑی
 کے ریک پڑھ چڑھا نے۔ اس سے کاشی یہ بخت روندی
 تھی، کیونکہ ساتھے ایک لڑکی باتھا اٹھا کے کھڑی نظر آئی۔
 بائیں جانب سرکل کے تدارے ایک گاڑی کی بھڑی ہوئی تھی۔
 جیسی نے لڑکی کو سوتا شی نظروں سے دیکھا کیونکہ وہ
 اسی کے فیکی معلوم ہوئی تھی۔ پال بے ترتیبی سے پیشانی پر
 بخصر ہوئے تھے اور وہ جیبن اور جیکیلی میں مبوس تھی۔
 رنگت کی بنا پر کسی مغربی نلک کی معلوم ہوئی تھی۔
 ”کیا بات ہے؟“ غفرنے کاشی سے اُتر کر پوچھا۔
 ”غیر فیک ہو گیا۔“ لڑکی نے گاڑی کی طرف ٹھاٹھا کھا
 کر کہا۔ میرے پاس جیک نہیں ہے۔
 ”فاتح پڑھے...“
 ”وہ ہے؟“
 ”اچھی بات ہے۔“ غفرنے کا ہے۔ مرنزی کردار تو انہیں ہے کہ
 میری گاڑی میں بھی جیک موجود نہیں ہے۔ لیکن پیسے بدل
 دیا جائے گا۔ تم فکر کرو۔“
 اس نے جوزف اور جیسین کو گاڑی سے اُترنے کا اتنا دلکشا
 ”دیکھا تھا...“ جیسین نے بے حد خوش ہو کر جوزف سے
 کہا۔ جیک کے بغیر ہستے بدلا جائے گا۔
 ”تھیسے مکن ہے؟“
 ”مکن ہو یانہ ہو۔ اس وقت میرے بس نے زندگی

دونوں کی ایک پر غاشی نہیں تھے۔ اُنگ... اُنگ...“
 ”اچھا... اچھا...“
 ”مل۔“ قومیں یہ کھڑا تھا کہ میرا بس ایک اچھا آدمی
 تھا۔ لیکن اسے بہت بہنڈ کر تی تھیں۔“
 ”اب بھی کر سکی ہوں گی۔“
 ”ریاں مردوں کو پسند کرنی میں مژدلوں کو نہیں۔“
 ”اب خاوش سمجھ رہا، لڑکوں کے پتے؟“ غفرنے اپنی
 آواز میں کہا۔
 ”لیکووچ پیڑا۔“ جیسین برا سامنہ بنا کر بولا۔ ”آزادی
 رانے کا گلہ مخونیتے یور ملی نس؟“
 ”اچھا کیجے ہاؤ بخواں!“
 ”ملن تو میر غرف اب مجھے ذاتی طور پر بکھوں سے کوئی
 دچھی نہیں۔“ جیسین بچھ جوزف کی طرف توجہ ہوئی۔
 ”بھڑاۓ باس میں یہ بڑا گیوں دیکھنا چاہتے ہو؟“
 ”اگر مجھے کسی چیز سے دچھی نہ ہو تو وہ بڑی کیوں کہہ رہا
 سکتی ہے؟“
 ”اچھا، بھی بتا دو۔ تمہیں کیوں دچھی نہیں؟“
 ”انہیں مجھ سے کوئی دچھی نہیں اس لیے مجھے بچھیں ہے۔“
 ”کل ہی ایک لڑکی اسے لے چکھا ہوئی قریب سے نزد
 ری تھی،“ تلف بول۔
 ”یور ملی نس!“ اس نے حضن آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے
 کے لیے مجھے ملارک بنا یا تھا۔“
 ”تم اسی وقت یہ بات کیوں نہیں بتائی؟“
 ”میں دریا میں ادنی نہ پسند نہیں کرتا۔“
 ”ماں تو میر جیسین اور تو تے والا قصہ؟“ جوزف نے
 موضع بدنتی کی کوٹھ کی۔
 ”قصہ جان عالم کا ہے۔ مرنزی کردار تو انہیں ہے کہ
 ”پھر... خیر... پھر کی ہو اتھا؟“
 ”وہ فہرادی جان عالم کو مل گئی تھی۔“
 ”یاں تو تے کا کیا آؤ؟“
 ”اچھی باتیں دے جاؤ۔“ وہ بے چاہ پچھا جس کے نذر ہو گیا تھا۔
 ”اسی بے پتہ اسے اچھا آدمی نہیں کہتا۔ بہتر تھی کے والد
 ان سے کہا کرتے تھے، بیٹا غصق کرو، غصق جلاتا ہے اور غصق
 جلاتا ہے۔“
 ”یہ دوفوں کون تھے؟“
 ”دونوں ہی عاشق تھے۔“
 ”باب پیٹا دوفوں“ جوزف نے حیرت سے پوچھا۔
 ”اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ اچھا ہیں سمجھا۔“
 اور دونوں یک بخت خاوش ہو گئے۔

جوزف کا خیال تھا کہ ساری تربوت کے
 باوجود بھی جیسین ایک اچھا
 آدمی ہے۔ اُنکریزی زبان کے توسط سے دونوں ایک دوسرے
 کو تجھنی کھج سکتے تھے اور دوسرے اور غفار اللہ کا الہی ذمہ
 کر رہا تھا۔
 پتا نہیں جوزف کو کیا سمجھی کہ اس کے بسا کی تعریفیں
 شروع کر دیں... اور غرض اپنی متعلقہ فتنگی مارنے کا سیا
 صہرا۔ وہ ان کے بارے میں طرح طرح کی جھوس کرتا اور
 جیسین بڑی دلچسپی سے ستارہ تھا، کبھی کسی بات کا منطقی جواز نہ
 طلب کرتا۔ خلافات پر اس طرح سر ہلاتا، جیسے پہلے ہی ان پر
 تحقیق و تصدیق کر رکھی ہو۔
 دونوں اکثر ساتھ دیکھے جاتے۔ آج ظفر الملک نے شہر
 سے باہر نہ جانے کا پروگرام نایا تھا۔ جیسین نے جوزف کو بھی
 مدعو کر دیا۔ اور پھر وہ تینوں پنک کے لینے تکھڑے...
 ہوئے تھے۔
 ظفر کو اس کی پروگرام تھی کہ ساتھی کوں میں وہ تو اپنی
 کمال میں مست رہنے والوں میں سے تھا۔ راستے پھر دونوں کی
 بخواں یعنی تعلقانہ انداز میں ستارہ تھا اور ان دونوں میں سے بھی
 کبھی نہ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔
 اس وقت جیسین نے فسانہ عجائی کا ذریعہ رکھا تھا
 اور جوزف محوت کے عالم میں کبھی دانت نکال دیتا اور
 کبھی سر ملنے لگتا۔
 جیسین کہہ رہا تھا، جان عالم کا تو تا نہ صرف آدمیوں
 کی طرح ہوتا تھا، بلکہ سن کا لفڑی بھی تھا۔ ایک نلک کی
 شہزادی کے سن کی ایسی تعریف کی۔ جان عالم پر اسرا جان سے
 عاشق ہوا اور راج پاٹ جھوکر کر کھا ہوا اس سے سینہ
 کی ملاش میں۔“
 ”محض تو تے کہنے میں اُکر...“ جوزف نے خشک
 بیجے میں پوچھا۔
 ”تو تا تو ایک خوب صوت پر نہ دے۔ ہتھیے لوگ
 لگھوں کے کہنے میں اُکر پتا نہیں کیا پچھ کر رکر رکرے ہیں؟“
 ”تو کیا یو تے والے لگدھے بھی ہوتے ہیں؟“
 ”بولتے ہی وائے لگدھے ہوتے ہیں؟“
 ”بہت دیر سے اُوانیں سن رہا ہوں۔“ ظفر بول پڑا

افسوس کر میرا مینہ دل ویں بھی گاڑی ہی میں رہ گی، ورنہ میں اس

پر اس وقت ایک صحرائی دُصْن پھیڑ فیتا۔

”اونٹ مجھے دُور ہی سے اچھے لئے ہیں؟“ جیسون بولا۔

”دُور کے اونٹ سہما نے؟“

”کیا واقعی سڑا۔ تم ایسا پڑا خردی گے؟ جس پر...“

ایک سائز دیوئی ادا نکی ہی رو۔“ جوزف نے پوچھا۔

”میں صرف تفریخ کی عرض سے آیا ہوں مگن ہو۔“

”مجھے تو یہیں رکنا ہے۔“ جوزف جماں کے کمر بولا۔“ تم

دوفوں شوق سے اونٹ پڑیا۔ بھائی میں ڈار ہوں گا۔

خدا ہنس سفید سعدیا سے مجھے۔ بھیری ڈھانی بوٹیں؟“

”کیا یہیں ہے؟“ تھارے یہی سے کسی مانگوں؟“

جیسون بولا۔

”نهیں جاؤ۔ تفریخ کرو۔“ مجھے سیرے حال پر چوڑو دو۔“

جوزف نے کہا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لیئے کی کوشش

کرنے لگا۔

تفریخ جیسیں کو ہوں گے۔ سپل دیتے کا شارہ کرتے

اونٹ کر اونٹوں پر بیٹھ رہی ہیں؟“

”جہاں سی جاہیں؟“ اونٹ کر اونٹ کرے دو۔“

وہ دوفوں اب اونٹوں کی طرف پڑھ رہے تھے ایک

نوئی مغرب کی جانب جا پہنچتی اور اب دوسری تیار ہو رہی

تھی۔ اس نوئی میں ایک بھی درختیں تھا ان خواتین کے ساتھی

گاڑیوں میں پیٹھے رہ گئے تھے۔

”یوڑا میں اس بھم بالکل اعتماد گیں گے۔“ جیسون بولا۔

”شٹ آپ؟“

”ایزیو بلیز!“

وہ قریب پہنچتے تو خواتین انہیں اسی نظروں سے دیکھتے

لگیں جیسے وہ حق نہیں ہوں۔ آپس میں ان کی سرسر پھر

بھی ہوئی تھیں ایک قرآن کی طرف توجہ دیکھ رہیں ایک اونٹ

والے سے گفتگو کرتے کہا۔

کہا رہے ہو جانے کے بعد اونٹ پہنچا گیا۔

”میں آکے بیٹھوں گا۔“ جیسون نے متکلراہ بھی میں کہا۔

”مجھ کوئی اعتراض نہیں... اونٹ پر سب برابر

ہیں۔“ تفریخ بولا۔ انہیں اونٹ پر بیٹھتے دیکھ رکھ مرد بھی

کاڑیوں سے اُنکر اور ہر چند آئے تھے۔

”ویکھا اپنے یوڑا میں اس جیسیں بولا۔“ انہیں اونٹ

والوں پر اعتماد ہے اور انہیں ڈاکو بھتھتے ہیں۔“

”میری دھانی بولیں...!“ تفریخ نے نرم بھی میں کہا۔

جوزف پکھرے بولا۔ اس کے جھپرے پر گھری ادا سی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے ابھی اپنے کسی عزیز کو دفن کر

کے قبرستان سے واپس آیا ہو۔“ جوزف نے پوچھا۔

”کافر تھی سے طے کمرتی رہی اور دو قھانی میں

کی سافت طے کرتے کے بعد وہ سوک سے کچھ راستے پر بڑا

دیکھی۔

یہاں چاروں طرف پر شمار جھوٹے بڑے شامی بھر

ہوتے تھے دس منٹ بعد وہ ایک ایسی جگہ جا پہنچ چکا

کہ دل بارہ کاریں طھری تھیں اور ان کے آس پاس تعدد

اونٹ بھی کھڑے دھانی دیتے۔ بچھا اونٹوں پر سے سد

پیش اپل قم کی خاتمی سوار تھیں اور وہ مغرب کی طرف

پہنچا رہے تھے۔

”لاسک؟“ جیسیں خوش ہو کر جیبا؟ اسے یہ کاروں

اونٹ کر اونٹوں پر بیٹھ رہی ہیں؟“

”جہاں سی جاہیں؟“ اونٹ کر اونٹ کرے دو!

وہ دوفوں اب اونٹوں کی طرف پڑھ رہے تھے ایک

نوئی مغرب کی جانب جا پہنچتی اور اب دوسری تیار ہو رہی

تھی۔ اس نوئی میں ایک بھی درختیں تھا ان خواتین کے ساتھی

گاڑیوں میں پیٹھے رہ گئے تھے۔

”یوڑا میں اس بھم بالکل اعتماد گیں گے۔“ جیسون بولا۔

”فکر کرو؟“

”کیا اب بھی اونٹ پر بیٹھنا پڑے گا؟“ جیسیں نے

اویش لہیں پوچھا۔

”آر اپنے ہی ملک میں نہ ہوا جا پانی پر کھرمنا ہے

اویش پڑھا پڑے گا۔“ تھوڑی اپنی اونچی خواتین اونٹوں

کی طاری میں یہ غیر ملکی ترا خریت کے لیے اونٹوں پر

کی پیداگئی... سست اور سکھ کپڑا؟“

”طلاب یہ ہے کامکل یا ہو؟“

”گریں ایں... یہ کام اپنے ہی ملک کی بلوں میں بتا

اویش پر دوسرے نامہ کی مہر دال کر اس طرح

اویش کا جاتا ہے۔“ مستائیوں ہے کہ اس پر ایک سائز

دوہی ادا میں لی جاتی۔

”والا لو ایں ہے اس بیان کیوں آئے ہیں یوڑا میں کہا۔“

”اوٹ پر بیٹھی ہوئی خواتین مجھے بہت جھیلی تھیں ہیں۔“

”یتکوچ بیلیز! میں کے کیا کیا ہے؟“ جیسیں بانپتا

ہوا بولا۔

”اسے... اسے... کرتے رہ گئے... دوڑ کر اسے روکا

نہیں تھا!“

”یوڑا میں اسیں آئا پھر تسلیا نہیں ہوں۔ اسے اسے

لکھا بزرگ اور جیسیں اس کے قریباً آکھڑے ہوئے تھے۔

”مگر یور ہائی نس! اجیک کے بیچرے کام چلے گا...؟“

جیسیں نے پوچھا۔

”جان عالم کا تو تامب پکھر کرے گا تم دوفوں گاڑی

کے سچے پڑت کراس کا پچھلا حصہ اور پہنچا دے اور اسی

پہنچا تھا جو قریب ہی کھڑی اور نظر دوڑا ہی تھی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے اس معاملے کا اس کی ذات سے

کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

”دفعتہ جیسیں زور سے ہنس پڑا۔“

”اس میں ہنسنکی کیا بات ہے؟“ جوزف غزا یا۔

”ایسی میرا بیس خود کو ایک اچھا آدمی شابت کر رہا ہے۔“

لندن میں مجھ سے بھی ایک اسی سرخ کھوت سرخہ ہوئی تھی۔“

”اوہ ہو...!“ جیسیں ہنس پڑا۔“ بہتراءہ اور پھر بالکوں کے سے انداز

”مجھ وہ بُوڑھی عورت یاد ہے... پہ چاری... جھینی رہ گئی

تھی...“ تھارے طرف دوڑھی نہیں کی تھی۔“

”خیر مجھ کیا جوزف نے بے پرواہی سے شانوں کو جنہیں

دے کر کہا؟“ اب مجھ کیا کرنا ہے... مسٹر...؟“

”تمہارا بیس بھی بُوڑھوں کے کام آتا ہے۔ اس کے

یہ صفت کی شرط نہیں ہے۔“

”اچھا...!“ جوزف طویل سانس لے کر بولا اور گاڑی

کئی چھٹے کی تیاری کرتے کہا۔

”تھر اس کی طرف متوجہ تھا... اچاک اس نے جیسیں

کی تھیز دہ سی اسے اسے سئی۔“

”روانچی کے وقت جیسیں ہوڑکانہ سانس لے کر بولا۔“

”اینی گاڑی میں تو کھانے پیسے کا سامان بھی تھا...“ یہاں کچھ

”میرا خیال ہے کہ وہ بہت جلدی میں تھی۔“ تفریخ کیا۔

”میں بے موت مر گیا“ جوزف کی اوڑا کاپ ہی تھی۔

”کیوں...؟“

”تم مر دوڑ...؟“ تھر دوڑتے دوڑتے نکل کر جیسیں

کی طرف مڑا۔

اس پاس کھڑے ہوئے لوگوں نے بھی بتایا کہ ایک غیر
ملکی طریق کچھ درپر پہلے اس سے گاری بدل کر مٹانے سے گئی ہے۔
” تم بھی غیر لکھی ہی جلوہ ہوتے ہو؟ آئیسے جوزف کو
گھوٹانا ہوا بولا۔

” ہوں یقیناً ہوں... لیکن ایک بہت بڑے آدمی کا
ملازم ہوں، نے جب یہ جلوہ ہو گا کیونکہ اسی ناگہانی مصبت
میں پہنچ گیا ہوں تو وہ نہیں آسمان ایک کرو دے گا؛“
” وہ دوغلوں کہاں ہیں، من کام نے ابھی ذکر کیا ہے؟“
” اونٹ میں ہاتھ دال کر اکوی اولنگی تھی اور دوبارہ...
خوش اخلاق بینے کی کوشش کرنے لگا۔
طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

” تمہیں ہمارے ساتھ چلا ہو گا؟“ آفسر نے سخت لمحے
میں کہا۔
” گاری کی کنجی میرے پاس ہے۔ اس نے ان لوگوں کی
والپی سے قبول میں کہیں نہ جا سکوں گا؟“
پھر جوزف انہیں دھکیاں، ہی دستارہ گیا تھا اور اس
کے ہتھداریاں لگ گئی تھیں۔

خیوں اور جیولاریوں کی یہ سبی کٹریا بازار کے نام سے
مشہور تھی۔ شہر میں بوجپکڑاں روپے کر گزتا تھا، یہاں اس
کی تیعت چار پانچ روپے گزے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔
شہر سے پہاں شک آئنے والوں کو خاصی ذشوارة یاں
پیش آتی تھیں لیکن اس کے باوجود سستہ اور غیر ملکی پیغام
کی شکن اپنی حیثیت ہی الی تھی۔

جیعنی تھی آمری مظروف سے چار روپے طرف دیکھ رہا تھا۔
و فتحہ بچک کر بولا: ” ایسیوں مددی کے کسی وقت یہ ادا کا بازار
معلوم ہوتا ہے۔ بس کٹوں کا حکما نے والے تھوں کی کمی مسکوس
ہوتی ہے“
” ہے ناکا سیکل جیزرا۔“
بانکلے ہے۔ یورپی نس!... میں آپ کا منون ہوں“
” اب تو کچھ خردناکی چاہئے۔ وہ شدہ خواتین کمیں
گئی کہ سب اپنی کے یہ آئتے تھے“

” بھیجئے دیکھیے!“
” ہم اپورپ میں نہیں ہیں“
” لیکن وہ کہاں ہیں جس کے لیے آپ آئتے تھے؟“
” دیکھیں گے... جیو پہلے دکانیں دیکھیں... تمہارے سوچ
لگا تھا۔

” قلعی نہیں... چیک کرو“
جوزف کارڈی سے اُتر کر خفری گارڈی کے قریب
پہنچا ہر چیز بھوکی کی قوی موجو دتی اپنی لٹکوں پر نظر پڑتے
ہی اس کا چھڑہ طبل اٹھا۔

” اچھا مرتی اب تم اپنی گارڈی سنبھالو“
لڑکی اسے گارڈی کی کنجی دے کر اپنی گارڈی میں جائیجی۔
پھر جوزف نے پلٹ کر نہیں بیجا تھا کہ وہ کھڑکی
پاکست میں ہاتھ دال کر اکوی اولنگی تھی اور دوبارہ...
خوش اخلاق بینے کی کوشش کرنے لگا۔

کسی قدر آنکھیں بھیں تو اس نے اس پاس کے لوگوں
کو خفارت سے دیکھا یہو نکو وہ عورتوں کے یہاں پر پڑے
اس دیواری نے اس نے تھے۔ کتنی گھٹیا نندگی گزارتے ہیں یہ
شادی کی تھے اور اس نے سوچا۔
پھر اور جیسی سوچتا لیکن اسی وقت ایک بولیں کا قریب
اکر رکی اور اس پر ایک آفسر ریباور تانے آئتا...
ریوال کا رخ جوزف کی طرف تھا۔

” گارڈی سے باہر کراؤ! جوزف کو بھم دیا گیا۔
” کیوں...“ بھوق غرایا۔
” باہر کو... وہ شوٹ کر دوں گا!“
وہ اُسے تھرا کو دو نظروں سے گھوٹنا ہوا گارڈی سے اُتر
آیا لیکن اس نے اپنے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے۔
پھر اور لوگ بھی اپنی گارڈیوں سے اُتر کر ان کے قریب
اگئے تھے۔

” رکڑی کہاں ہے؟“ آئیسے نے جوزف سے سوال کیا۔
” میں نہیں جانتا“
” اس کے ہتھکاریاں کیا دو؟“ آئیسے نے اپنے ہیچھے...
کھڑے ہوئے کافیں کوں مٹا لاطب کیا۔
” آخنیوں، وہ بھی تو بتاؤ!“ جوزف نے دماغ صدما
رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

” یہ گارڈی رکڑی چڈاری ہی تھی؟“
” ہاں... وہی لائی تھی... اور اپنی گارڈی لے گئی“
” کیا مطابق؟“
” اور صراحتے میں اس کی گارڈی کا نائز نیڈٹ ہو گیا تھا۔“
جوزف نے طویل سالی سے کہا اور رکڑی کی کہانی فہرلنے
لگا تھا۔

کے ساتھ آیا ہی کیوں؛ یہی کوئی پکنکا نی جگہ ہے۔ یہ لوگ بھی
اُتل درجے کے احمد معلوم ہوتے ہیں۔ عورتوں کو اونٹ پر
دیکھنے کے شوق میں دوڑے چلے آئے۔ عورتوں کا کیا ہے۔ وہ
رسستی چیزیں تحرید نے کے ساتھ میں اپنی زندگی نکد داؤ پر
لگا سکتی ہیں، اگر اس کی پکنکا کا مقصد سیئے سے معلوم ہو گیا
ہوتا تو وہ تحرید آتا۔ پتھریں وہ دو نہیں دیر میں واپس
ہوں۔ اس کا کیا سخن ہو گا۔

” مجھے اس وقت صرف خدا یاد رکھتا ہے... اگر اونٹ
دوڑنا شروع کر دے تو ہم کہاں ہوں گے؟“
” یا گر پڑیں گے یا تھر گریں گے“
” اتنی اوپر جانی سے گرتے کام مطلب تھا فریجکر۔“
” فرمی طور پر دم بھی نہیں سکتا ہے“ فریجکر۔
” کیا واقعی آپ محض تفریح کی عرض سے ادھر آئے ہیں۔“
جیسے لے پوچھا
” نہیں...“
” بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ...“
جیسے بلم پورا نہیں کر سکتا ہو کیونکہ اونٹ نے نیک
اسی وقت کی ناہوار جگہ پر اپنی رکھ دیا تھا۔
” کیا یہم پیدل نہیں چل سکتے؟“ اس نے کچھ دیر بعد
ٹلفرے کہا۔

” اس کا لیکلہ جواری سے تمہاری بیزاری میں بھی
نہیں آتی؟“
” تب تو مجھے خوشی ہے میں ایک دخواری میں پڑ گئی
ہوں“
” صاحب میں تھوڑی نہیں پی سکتا، یاں بھی نہیں کھا سکتا
اور ٹھیڑھ تھان کا پاجام بھی نہیں پہن سکتا زری ہی جوتیاں
تو شاپ دیر میرے فرشتے بھی نہ پہن سکیں۔“
” اونہے... بلں تو میں کہہ رہا تھا کہ میں پہاں اُس سمعن کو
کو دیکھتے آتا ہوں، جو صرف عورتوں میں تبلیغ کرتا ہے... اور
ہر اس جگہ چونچ جاتا ہے، جہاں پہنچتا ہے۔ وہ لوگ میرا پرس
چھین جھاگے تھے جس میں ایک بڑی رقم تھی جیسے ان کے
پیچھے جاناتا۔“
” نہیں بھی طور پر... سنا ہے اپنے ہی قبیلے سے تعلق
رکھتا ہے؟“

” بھی ہے؟“
” میں تے انہیں جاںیا... لیکن اپنی پرس و اپنے نزدے سکی
انہوں نے میرے مضکھے اڑا دیا۔“
” تم سے غلطی ہوئی تھی، اگر ایسی کوئی بات تھی تو ہماری
کافی ہے جو گھنے کی بھاگتی ہم سے مدعا نہیں ہوتی۔“
” تب تو واقعی دیکھنے کی چیز ہو گا“
چاہتی ہوں“
” اچھا... اچھا... ہماری کوئی چیز ضائع تو نہیں ہوئی؟“
کوئی آنکھوں سے پانی بہر رہا تھا۔ جھنپٹا ہٹ کا یہ عالم تھا
کوئی ہی دل میں خود کو گالیاں دینے لگا تھا۔ آخر دہ ان

جوزف کی حالت تباہ ہی۔ جا ہیوں پر جما ہیاں اُسی
” اچھا... اچھا... ہماری کوئی چیز ضائع تو نہیں ہوئی؟“
کے ساتھ آیا ہی داؤ کوں جیسی ہے“
آنکھوں کا یہ جھوٹا ساق فلم پڑا تھا۔
” پھر اسی بھی ہے اور جھوٹا بھی!“ جیسے بڑا ہیا۔
” مجھے ایسا منڈولین یاد رکھتا ہے“
” دوڑنا شروع کر دے تو ہم کہاں ہوں گے؟“
” اگر اونٹ پر جگہ ملے گے یا تھر گریں گے“
” اتنی اوپر جانی سے گرتے کام مطلب تھا فریجکر۔“
” فرمی طور پر دم بھی نہیں سکتا ہے“ فریجکر۔
” کیا واقعی آپ محض تفریح کی عرض سے ادھر آئے ہیں۔“
جیسے لے پوچھا
” نہیں...“
” بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ...“
جیسے بلم پورا نہیں کر سکتا ہو کیونکہ اونٹ نے نیک
اسی وقت کی ناہوار جگہ پر اپنی رکھ دیا تھا۔
” کیا یہم پیدل نہیں چل سکتے؟“ اس نے کچھ دیر بعد
ٹلفرے کہا۔

” اس کا لیکلہ جواری سے تمہاری بیزاری میں بھی
نہیں آتی؟“
” تب تو مجھے خوشی ہے میں ایک دخواری میں پڑ گئی
ہوں“
” صاحب میں تھوڑی نہیں پی سکتا، یاں بھی نہیں کھا سکتا
اور ٹھیڑھ تھان کا پاجام بھی نہیں پہن سکتا زری ہی جوتیاں
تو شاپ دیر میرے فرشتے بھی نہ پہن سکیں۔“
” اونہے... بلں تو میں کہہ رہا تھا کہ میں پہاں اُس سمعن کو
کو دیکھتے آتا ہوں، جو صرف عورتوں میں تبلیغ کرتا ہے... اور
ہر اس جگہ چونچ جاتا ہے، جہاں پہنچتا ہے۔ وہ لوگ میرا پرس
چھین جھاگے تھے جس میں ایک بڑی رقم تھی جیسے ان کے
پیچھے جاناتا۔“
” نہیں بھی طور پر... سنا ہے اپنے ہی قبیلے سے تعلق
رکھتا ہے؟“

” بھی ہے؟“
” میں تے انہیں جاںیا... لیکن اپنی پرس و اپنے نزدے سکی
انہوں نے میرے مضکھے اڑا دیا۔“
” تم سے غلطی ہوئی تھی، اگر ایسی کوئی بات تھی تو ہماری
کافی ہے جو گھنے کی بھاگتی ہم سے مدعا نہیں ہوتی۔“
” تب تو واقعی دیکھنے کی چیز ہو گا“
چاہتی ہوں“
” اچھا... اچھا... ہماری کوئی چیز ضائع تو نہیں ہوئی؟“
کوئی آنکھوں سے پانی بہر رہا تھا۔ جھنپٹا ہٹ کا یہ عالم تھا
کوئی ہی دل میں خود کو گالیاں دینے لگا تھا۔ آخر دہ ان

کے پیچے چار خانے کا کوئی میں بلند تھا جائے شاید!

بہاں کے پیسوں کو غزارہ سوٹ پہنچا جائے!

”غزوہ لیکن والڑھی مونچیں صاف گواستا اک بہاں کے پکر کے مطابق کم انکم پیچھے تو نظر ہی آسکیں“

”آپ اپنے دماغ کی شیر یجیے لوٹانی سن!“

”چلو! ظفر اسے دھیکتا ہجا آگے بڑھا۔
خیجوں میں اعلیٰ قسم کے پیڑوں کی ذکائن تھیں... وہ ایک ایک خیے کو دھیتے چھے بے بین کہیں بھی مردوں کے استقال کے پکڑے نہ دکھانی دیے۔

”یہ کیا قصہ ہے؟... یورٹانی سن!“

”مرد... بہاں کہاں میں... صرف خواتین آتی ہیں۔
اس میں انہی کے استقال کے پکڑے ہی میں گے“

”تم ادھر ہوں اتامہے؟... پھر ادھر خاک کرنے؟“

”بم لوگ تو خیریار کے لیے آئے ہیں؟
جھوٹے ہو... سماں جاؤ بہاں سے!“

”بواس مت کرو... اسی کچھ دیر پہنچے تم نے خوفی کا انہمار کیا تھا؟“

”میں سمجھا تھا اک بہاں کسی خیمے میں ناہبی کی دکان بھی ہو گی۔
ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ ایک مجھ کی طرف متوجہ ہو گیا تھا،
بہاں عورتوں کے سروں کے اوپر ایک مردانہ ہی چہرہ دکھانی دیا۔ وہ بھر کھر نا تھا۔

”یدوں سچی تیری سے آگے بڑھے،
پتی گدھ سے پرسا رختا یہ دنوں مجھ سے کسی قدر
ہٹک کر ٹھکرے ہوئے کیونکہ بہاں صرف عورتیں ہی عورتیں تھیں۔ پتی اُن سے اپنے ہاتھا سمجھا تھا، یہ سمجھا تھا بوجل، کام سمجھا تھا...
سرپوں گا... تم اگر جا ہو تو یہ سوسائٹی آدمیوں کی سوسائٹی نہ سکتی ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ تمہارے مردوں قسم کی کمائی گھر لاتے ہیں، اگرچہ کندی کا نیوں کو گندی نا یوں میں بہانا نہ دع کر دو تو سارا انتشار ختم ہو سکتا ہے۔“

”تم اپنے اپنی شکل تو دیکھو! اسی عورت نے پنج کہا۔
اُن شکل میں تو تم میرے گرد اکھا ہو گئی ہو... جب
وہ تو تمہارے اطوار ہی سے طاہر ہے یہ جیس نے آگے پڑھ کر کہا۔ ہم نہ بچاتے تو یہ دکان دار نہیں زندہ نہ بچو گے!“

”میں سرتے ہیں اس نے نکلتا ہوئے“
”لگھتے پسوار ہو کر!“

”میرا متحفہ مت اڑاک دوست! میں تمہاری طرح
اولادوں کو تم سے جدا کر دوں گا!“

”مت بکواس کرو!“ اُنی آواز ابھریں۔

”اجھی بات ہے... تم دیکھ لینا... وہ تمہارے گھر جھوڑ

دیں گے... بھیک مانگنے پھر میں کیکن رشوت یا... کسی
وسرے ناجائز طریقے سے حاصل کی ہوئی دولت کو ہاتھ

نہیں لگائیں گے“
اچاک کئی دکان دار گالیاں بچتے ہوئے مجھ کی طرف
دور پر بے عویش تشریف ہو گئیں اور پتی کو دست سے

و حکیل کر پڑا شروع کر دی گئی۔

”طفرا در جیس اسے چانے کے لیے دوڑ پڑے تھے،
اوہو... ایک اور سی ہے؟“ ایک دکان دار نے جیس

کا گریسان پکڑتے ہوئے کہا۔

”ذکر کیا ہے ہو دیگی ہے؟“ جیس نے اُس کا اٹھ چھکا دیا۔
”تم ادھر ہوں اتامہے؟... پھر ادھر خاک کرنے؟“

”بم لوگ تو خیریار کے لیے آئے ہیں؟
جھوٹے ہو... سماں جاؤ بہاں سے!“

”دوسری طرف ظفر نے بدقش پتی کو دکانداروں کے
نزش سے نکال کر دوبارہ گردھے پرسوار کر دیا تھا۔
”چاپو...!“ اُس نے گدھ کی دکان پکڑتے ہوئے جیس

کو پکارا۔
اُن کے دہل سے ہٹتے ہی عورتوں نے زور زور سے
قبیچے نکالے تھے۔

”کیوں بچالا... تم کولن ہو... اوری سب کی تھا! ظفر
نے پتی کو مخاطب کیا، جو پیکیں جپکائے لفیر نہیں میں کھو رے
جار نا تھا۔

اُس نے پوچھ کر انہیں تو یہی سسری طور پر دیکھا اور
بھرپوٹ کر تھا، لگاتے وائی خواتین کو دیکھا۔

”ایک دن میں رونما پڑے گا!“ وہ ہاتھ اٹھا کر جینا۔
”اُسے بھائی! اُب سی بھی کرو... کہیں یہ عورتیں ہی نہ
تم پر ٹوٹ پڑیں!“ ظفر نے اس کا تاثر تھیک کر کہا۔

”سنود و ستو!... میں حقیقتاً تم میں سے نہیں ہوں گا!
پتی نے لمحہ میں حواب دیا۔

”وہ تو تمہارے اطوار ہی سے طاہر ہے یہ جیس نے آگے
پڑھ کر کہا۔ ہم نہ بچاتے تو یہ دکان دار نہیں زندہ نہ بچو گے!
”میں سرتے ہی سے نکلتا ہوئے“
”لگھتے پسوار ہو کر!“

”میرا متحفہ مت اڑاک دوست! میں تمہاری طرح
اولادوں کو تم سے جدا کر دوں گا!“

”مت بکواس کرو!“ اُنی آواز ابھریں۔

”میرا خیال ہے کہ اس کے ہاتھ پیر باندھ کر کسی اونٹ
پڑھاں اور لے جائیں!“ جیس بولا۔

”تم خالوش رہو!“ ظفر نے اسے گھوٹا کر کہا۔

”اس کے بھلے کو کہہ رہا تھا، ورنہ یہ لوگ اسے مار
ڈالیں گے!“

”چاروں سے براہر بہت رہا ہوں!“ پتی مسکرا کر بولا۔

”تب تو ہمیں چبپ چاپ کھسک جانا چاہیے...
یورٹانی سن!“

”ہوں اچھا!“ ظفر ہتھی طرف مصافحہ کے لیے ہاتھ
بڑھاتا ہوا بولا۔

”ہبھ جھاٹ ہاتھ میں ہوتے ہیں... دل نہیں ملتے یہیں... دل
نے ٹھنڈی سائنس سے کہا اور اسی مانند بنایا، جیسے مصافحہ
بے حد ناوارگ رہا ہو۔

”والپی کے سفر میں ان کا اونٹ تھا تھا۔
آپ کو گاڑی کی دیکھی ہے یا نہیں؟“ جیس اونچتے اونچتے

چوکر کر بولا۔

”ملکی ہو گی مل جائے گی!“ ظفر نے پر وانی سے کہا۔

”میں نے اکثر غلطی میں نہیں آپ کو نواب زادہ ہی
پاپا ہے!“

”شکر یہ جیس ان نواب زادگی بی میں سے کہا نہیں دس
اور کچھ نہیں ہے!“

”وقہر جسے اس نواب زادگی بی میں سے کہا نہیں دس
فی صدر عطا رہا یہ۔ تھواہ تو بڑھنے سے رہی!“

”آج سے اپنے نام کے ساتھ دس فی صد نواب زادہ
لکھا کر وہ بھی کوئی اعزازی نہیں!“

”شکر یہ یورٹانی سن!“

”ویسے تم کو اونڈٹ پر تھواہ کیوں یاد آتی ہے؟“

”اونڈٹ کی سواری ایک ایسی مشقت ہے، جس کا کوئی
صلنہیں ہے!“

”حوالہ جیس جو صد...“

”کس برے پر... لڑکی کی کاڑی میں کھلنے کی کوئی چیز
نہیں دکھانی دی تھی!“

”اُس پتی کے بارے میں تھا ایسا خیال ہے؟“

”فرائِ معلوم، تو تھا!“

”کس فرم کافر؟!“

”بے سی کی زندگی لگانے کے لیے پتی نہیں بنا... یقین کرو...“

”یہے پاپ اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ بال ترشوں اسکوں بڑھے
تک؛ تو یہی کچھ پتھر سے دیکھ رہے ہو ان کے علاوہ اور پچھے

”بیل سے میرے پاپ اسی میں تھا۔ بال جی ترشو اور دل گا اور
کہ انکم پاپ تو پوئے پتھر کے انتقام کر دوں گا!“ جیس بولا۔

”تب تم بھی پتی میں معلوم ہوتے، پھر یہ پوچھ کر
لے ہے؟“

”مجھ بال ترشو نے کا وقت نہیں ملتا!“

”پتی کچھ نہ بولا۔

”اپ بہاں جاؤ گے؟“ ظفر نے پوچھا۔

”کہیں بھی نہیں... بورت سے نہیں درستا... اگرے عورتیں
بے حد ناوارگ رہا ہو۔

”کیا قوم قوم کی رشت تھا کٹی ہے، کلا میکی لڑپچھ پڑھو
اوہ اٹھار قبیلے میں دیکھی لو۔ سارے ذکر ہو جو بھائیں کے،
سے اسامنہ کر کے بولا۔

”کوئوں کا ذریعہ معاشر کیا ہے؟“ وہ فتحتے ہیں جو وال کیا۔

”لکھی!“ ظفر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا سکا۔

”اوہ تم بھی رہا ہے!“ کوئوں گے، ظفر بولا۔

”کوئوں بھی ملے رہا ہے!“

”کیا تھا!“ اس کا تھا۔

"فون پر الاظہر... بیش... میرے اور جو زف کے دریں
میں بیتھی چلتی ہے"

"غم ان سبھوں کے گھنٹوں کرو... ورنہ بڑے خسارے
میں رہو گے"

"نیوزبرٹ پرکنڈول ہو جانے پر یہی خسارے
میں چل رہا ہوں تم کون سا بڑا تیر مارو گے"

"اچھا بات ہے اسرا جاؤ کاری سے... اب ان تینوں
کے خلیے مشترک رکوں گا۔ مجھ سے نج کہاں جائیں گے"

"تم سے نج کر تو میں بھی کہیں نہیں جاسکتا۔ وہ بچا
کیا بھتھے ہیں"

"بہتری اسی میں ہے کہ اعتراف کرو"۔
کیوں فیاض! میں پھر بے حد نہیں سے پوچھتا ہوں کہ

اصل واقع کیا ہے؟" دفتر جل سرتاول گا"

"بھی بات ہے... الگ تم بھی سمجھتے ہو کرو ماں پتچ کر
زیادہ با اختیار ہو جاؤ گے تو یہ تمہارا اپنا انداز نکر ہے"

فیاض کچھ تر لولا۔ بالآخر وہ دفتر بھی پتچ گئے۔ فیاض نے بیٹھتے ہی میر کی
دراز سے ایک حصہ کی نکال کر عمان کے سامنے دال دی۔

"کوئی یورپی لڑکی ہے؟" عمان نے احتفانہ انداز میں کہا۔
اس کا لفڑاں سے کیا تعلق ہے؟"

"یہ لڑکی ہے اور وہ لڑکا ہے" عمان اسکے ساتھ ہی میر کی سے
یقیان نے اٹکھیں نکالیں۔

"تم چھاس تو نہیں کھا گے اگر کوئی تعلق بھی ہو گا تو مجھے
اس کا علم کروں کر ہو سکتا ہے؟" اوریں سمجھیں اتنا دعا ہے موقوع یا

"شیر... خیر... بہتری اسی میں ہے کہ ان تینوں کو فرار
حاضر کرو"۔

"اگر بہت بات ہے کیوں فیاض تو اسے نوٹ کرو۔ تین
گھنٹے کے اندر ان راثن میں کا سرماخ مجھے ملا چاہیے" کیا مطلب؟"

"اگر وہ تین گھنٹے کے اندر اندر مجھے نہ رہے تو تمہارے عکھے
کو اونٹ پلٹ کر کر کو دوں گا" دھمکی دے رہے ہو!

"معذ و مکنی نہیں... اس پر چل بھی کروں گا" یا عمان اسکا
لفڑ کو حیرت تھی کہ یک بیک انہیں سلسلی کیوں

مجھ پر پڑے گئے تھے اس الام پر کہاڑی سی لڑکی کا
دھمکی دے رہے ہو!

غلطی اسی کی تھی"۔

"ابی کہاں سے آ رہے ہو؟"

"حوالات سے" بخوب نہ بے پرانی سے کہا۔

"اں پر تیل جاؤ گے"

پر تیل اور یوں کو صورت واری چاہیے بخواہ کچھ ہو؟"

غلوتیوں نے اسے اگلی کارڑی کا تاقب کرتا رہا۔

کالیاں دینے والا اگر سیدنام غیر نکلی نہ تھا تو خدا جو زف

کے کان پر جوں بھی نہ رکھتی۔

"بلق ہی دینا ہے تو ذرا جلدی کیجیے جناب عالیٰ" بھیں

نے برا سائز بنا کر کھا۔

"تمہیں کیا پر تیل ہے؟"

"ٹھیک ہے اس سے بچے بخوبی پہنچتا ہے"

"پلک لائسر یا اوار کو بند رکھتی ہے"

"پلک لائسر یا کے قریب ایک پان والا رہتا ہے،

جو ایک اچھا داستان گو ہے۔ اسے طسم ہو تو رہا کی میں جلیں

زبانی یادیں"

"خاوش بیٹھ رہا؟"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ کب تک اس کے بیچے پستے

رہیں گے؟"

"شت آپ؟"

"سر لفڑ کا خون کرم ہے" بخوب فولہ اور یہ ایک

قابل قدر صفت ہے تو فون مٹھا ہو جائے تو آری کو خود کشی کر

لیجی چاہیے"

"سر لفڑ ابھی میرے باس کو درغلات سے کیا مل

جا سکے گا؟"

"تم لکھنے پڑھنے والے آدمی ہو۔ ان پتوں کو کیا کچھو گے،

اگر میاکسی سے شکست کھاتا ہے تو قبر میں بات کی ہڈیاں

کر دکھاتی ہیں"

لفڑ کو عقب غائبی میں تھسیری کارڑی دھکائی دی اور

وہ کارڑی ہی بھی ہی نظر میں بچاں لی گئی، یوں کہ وہی تو ان کے

مو بوجہ مصائب کا با محنت بھی تھی۔

"جیسی اڑا بچھے دیکھنا۔ کیا لڑکی ہی ہے اس کارڑی

میں؟" لفڑ بولا۔

بھیں مٹڑا اور بے ساختہ ہنس پڑا۔

"ہے نا...؟"

پھریں اسٹیشن سے نکلی کر سیبھے شہر کی جانب بدل گے۔

"یہ سب کی خاصیت" بخوب نے ظفر سے سوال کیا۔

"تم نے اس لڑکی سے کیا معلوم کیا تھا؟"

"وہ تو کہہ رہی تھی کہ جوڑا اُس سے وہ غلط حرکت ہر زد

بھوئی تھی"

کیا مجھی تھی؟" بخوبی پھریں کر بھل گے تھے۔ اُن کا

تعاقب شرمنا چاہتی تھی"

"پھر کیا؟"

"اُن سے پرس و پاس لئے میں کامیاب نہیں بھوئی تھی۔

کارڑی دا بیس بگری"

"خود اُس کے بارے میں تم نے کیا معلوم کیا تھا؟"

"کچھ بھی نہیں... لیکن جب اُس کے چند جانے کے

بعد پولسی پتھی تو اُس نے سوچا۔ تھے اُس لوگ کو رکھنا

ہے اس تھا۔ یہ نہ اُس نے تھوڑی بھوئی غیر قانونی حرکت کی

وہی تھی کو پولسی کو اُس کی تلاش تھی"

"تم اس وقت عمل منزی کی تباہی کر رہے ہو" بھیں اس لہلہ

"یکان ہمیں یک بیک رہی کی نصیب ہو گئی...؟"

"کس بنا پر...؟"

"تفصیل نہیں بتائی جاسکتی"

"اُن تینوں نے اس سلسلے میں کیا بیان دیا تھا؟"

"بڑی اپنی گاڑی چوڑکار اُن کی کارڑی سے جھائی تم

ملکن شہن ہو سکتا"

"اور شاہ آباد کے اسٹیشن انجارج نے تمہارے

اہم اگلے نوڑ پر لفڑ کو پورے بریک نکانے

لے رہے تھے۔

اُس نے پڑا، پھر نے کانڈاں تھوڑے ہوتے ہیں ایسا۔

اُس نے پڑا، کیا تم میرے باس کا مسکھنے اڑا تا پڑھتے ہوئے

"ٹھیں... نہیں... جھوٹا نہیں؟" لفڑے دھل اندازی

کی اور بات آگے نہ رکھ دسکی۔

اُس نے پڑا، اگلے نوڑ پر لفڑ کو پورے بریک نکانے

لے رہے تھے۔

اُس نے پڑا، کیا تم میرے باس کی مدد ہو گئی ہو گا؟"

لطف لفڑی اسی سمجھتے ہیں اس پر جھلے گیا۔

اس نے پڑا، کیا تم میرے باس کی مدد ہو گئی ہو گا؟"

لطف لفڑی اسی سمجھتے ہیں اس پر جھلے گیا۔

اس نے پڑا، کیا تم میرے باس کی مدد ہو گئی ہو گا؟"

لطف لفڑی اسی سمجھتے ہیں اس پر جھلے گیا۔

اس نے پڑا، کیا تم میرے باس کی مدد ہو گئی ہو گا؟"

لطف لفڑی اسی سمجھتے ہیں اس پر جھلے گیا۔

"یہ یور ملائیں... اب فرمائیے... دلوں میں سے پہنچے کس سے انتقام لے جیے گا؟"

"تم اپنی زبان قطعی بند رکھو گے۔ غفرنے اپنی گاڑی کی رفتار کم کر کے بھجنی گاڑی کو آگے نکل جانے کا راستہ دیا اور وہ فرازے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔

"کیا مطلب ہے؟ جیسے بڑیا یا

"کوئی بڑا ہمیں حملہ ہو جائے ہے؟" رُنگی کی گاڑی اگلی گاڑی سے جیسے نکل کر ترجیحی ہوئی تھی اور دلوں کے بریک جو چڑائے تھے۔

جتنی دیر میں غفرنے گاڑی تریب پینچی مردابنی گاڑی سے اُندر کر لڑکی کے باس تریج پکارنا تھا اُس نے اُس کے بال پکڑے اور گاڑی سے باہر کچھ بیٹھنے والی اُس سے پٹ پڑی۔

غفرنے اپنی گاڑی سے چلانگ سکا دی اور مرد اکار پلکر جھکا دیا۔

وہ لڑکی کو چھوڑ کر پلٹ پڑا۔ لیکن اتنی دیر میں غفرنے کو خداوند کے ہر گوشے کو گھومنا اس کے جھٹ پر پڑھ کا تھا۔

وہ دوسروی طرف اُنٹ گیا۔ لڑکی پھر گاڑی میں بیٹھ کر فوج کو گئی۔

"نہہو...! غفرنے اپنے چینا تھا ایک کون سٹاہے۔ اسٹھیں اُس نے جو گرفت کی آواز سستی" اسے... اسے بی تو مرگی؟"

"کیا...؟" غفرنے بو کھلا کر گردے ہوئے عنینکی کی طرف چھپتا۔ وہ سڑک پر پیامبی ایسا ہوا تھا۔

"ادہ... واقعی...؟" غفرنے سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولتا۔ "مجھاوو...؟"

پھر وہ اپنی گاڑی میں سیچے تھے اور بڑی سراسری کے عالم میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

غفرنے کمرے میں بُل بُل کر غفرنے کی بھانی سن رہا تھا۔ اُس کے خاؤش ہوتے ہی بولتا۔

"تم کیمیں فیاض کو صرف اسی حد تک تباہ کے کر رہا ہی کے بعد سیدھے شہر آئے تھے؟" اور وہ بے چارہ جو ایک ہی گونے میں مرگی؟ جیسے بول پڑا۔

"کیا تم اس کے ساتھ دفن ہونا پسند کرو گے؟" یہ کامیابی کی تھی۔

"مجھے اس کا علم نہیں تھا۔"

"تو خوبیں ہیں؟"

"لیا ہر ہے کہ کیمیہ شاخی شہر ہوں؟"

"لیا ہے، تا سکھو گے کہ شاہ آباد کے اندر جنے کیا ہے کہ

تھیں رُل کیا تھا؟"

"بہت دفعے سے کوئی لاش نہیں دیکھی۔ مسروپ چلوں کا"

خراں خوش ہو کر بولا۔

"تم نے اُنہیں بک پیک رہی کی وجہ تو نہیں بتائی...؟"

فیاض نے عمران کو گھوڑہ پوچھا۔

"چوکی کی ایسی تک رو۔ اب آتنا ہتھی جو ہیں ہوں؟"

چوکی دفعہ اسی طرح جانتے ہیں کہ اُنہیں میں

دُنپل بارہ تھے۔ اس پا چھڑیاں ہی کاڑی میں

سفر شروع ہوا۔ مگر اب کوئی ہمراہ وجود نہیں تھا، اس کی وجہ سے وہ عمل کر گھٹنے کو رکھے۔

"کیا اب تم اس لڑکی کے بارے میں پچھا بانا پسند کرو گے؟ عمران نہ کہا۔

"ایک سفارت خانے سے تعلق رکھتی تھی۔ اُس کے پچھے

اُنہم کا غذاء جو اُر بروپاٹھ ہو گئی ہے؟"

"یکن کیلئن فیاض! تم ذاتی طور پر کیسے ملوث ہوئے؟"

"کیا مطلب؟ فیاض کا بھر بدل لیا۔"

"غفرنے و خیر کی طرف مراہی تھا کہ عمران بول پا۔ پچھا

کا دامت سلامت رہے؟"

"پھر علم ہے کہ چونچے اُن سے سارے تعلقات منقطع

ہوں گے؟"

"غفرنے بند نہیں کیا؟"

"اگر وہ تم رہی کے لیے تم ہی تو استھاں کی کئے تھے۔"

"ایسا ہے جو حال...!" فیاض عمران کی طرف ناچھا رہا۔

کا پیش گھیر ہے۔ دوسرا اونٹ اُتر تینوں اُس لوگی کے پیے

اجنبی تھے تو اُنہیں اس طرح رہی۔ ولادت کا یہ مقصود ہو سکتا ہے؟"

"ہم... اُس... میں زیادہ تر اسی پسخور کرتا رہا ہوں۔"

عمران پر تقدیر پھیٹ پھوٹ بولا۔

"تو وہ تم نہیں تھے؟"

"باد فیاض! اسی بھی طرح جانتے ہو کہ میں بھی تافون کو

ہاتھ میں نہیں کی لوکشنس شہر کرتا۔ اور پھر اس طرح میں خود

ہی ان عینہوں کی گروہ کیوں پھنسا رہا۔ کیا تم اسی بنا پر

ان کے خلاف سخت ترین کارروائی نہیں کر سکتے؟"

فیاض کچھ نہ بولا۔ گاڑی پر فرقتاً سے راستے

کر قریبی۔

عمران نے قھوٹی دیر بیدی پوچھا۔ "لڑکی کا نام کیا ہے؟"

"رسا و نیما"

"اچھا خاصا ہے"

"کیا تم تے نام پہلے بھی کہی۔ کہی ستاہے؟"

فیاض کا دامن کیلئے بھوٹے؟" فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

"کیا تو اسے دالی نظر دیں سیکھا۔"

فیاض نے دست

کا دامن کے امامتے

”ہم...“ مختصر سایہ بھا۔ عمران کی پیشانی پر سلومن
اچھا نہیں سایہ معلوم پڑتا تھا، جیسے حافظہ پر زور دیتے گی...
کو شاش کر رہا ہو۔

شاہ آباد لیٹک اسٹشن سے پہلے والے ہو رہے پر ایک
اسٹنٹ سب اپنے کھانا نظر آیا۔ مسٹر مارٹن پوسٹ اسٹشن
پر بھی دیکھ چکا تھا۔ فیاض نے اس کے قریب بھی اچھا نہیں سڑک
دی تھی۔

اس نے بائیں جانپ نام تھا۔ مکہماں لاش مرٹر
پر پڑی ہوئی ہے تاپ کا استلام تھا۔ ”پیغمبر حضرت کی طرف اشارہ
کر کے کہا۔

پائیں جانپ کاڑی موڑ کر ایک یا دو ٹیڈی میں نیارہ
چلانا نہیں پڑتا۔

لاش مرٹر پر بھی وکھنی دی اس کے اس پاس میں
کاٹنیں بھی کھروئے ظہار نے۔

فراخ گھاری روں کو رنجی اسی طرف ایک کے آنکھیں
قمری پنجابی نے اس کے چہرے پر سارے عکسے کا اشارہ کرتا ہوا جسم
کیوں؟... کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ ”عمران نے آنکھ
سے پوچھا۔

”بلیں... بہر اسی سفارت خانے کا قوبی ایسا تھا۔“
اوپر...!

خوارے فاسٹے پر سفید نگہ کی ایک اولیٰ کیشان
کھڑی تھی۔

عمران آج بڑھ کر گاڑی کا جائزہ لینے لگا... جس کا
اسٹنٹ کی جانب والا دروازہ کھلاؤ تھا۔

فیاض نے شاہ آباد کے ایجنسی انچارج کو کچھ بدایات
دیں اور خود کی عمران کے پاس آکھڑا ہوا۔

”دیکھ دیجئے؟“ عمران نے اس کی طرف دیکھنے پر ہواں کیا۔
”لظاہر... موت کی وجہ اتفاقی تھی، یہ سکتی ہے؟“

”کیوں...؟“

”کہیں زخم یا کسی تحریکی چوٹ کے تاثر نہیں پائے جاتے۔“
اگرہ گاڑی اسی کی ہے تو...! عمران پچھے نکلتے کر لیں۔

”بھی اتنیں میں موجود ہے۔ پھریں کھڑا اور بچاں بھی
لذ آرہی ہیں۔ ڈلیش بورڈ کے کسی غلطی میں گاڑی کی کتاب
لماش کر دے۔ اس کی بھی تصدیق ہو جائے گی“ فیاض نے کہا۔

عمران نے اپنی اگریشن سے نکال کر ایک خانہ کھولا۔ گاڑی
کی کتاب موجود تھی۔ غیاض اس کی صدقہ کرداری کرنے لگا... اور
بولا۔ ”گاڑی اسی کی ہے۔“

”تو پھر وہ دیکھو کر ہمیک پر کھڑی ہے اور اسٹنٹ
کے قریب والا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے اگر وہ مہمی حالات
یہی کسی خوردت کے تحت گاڑی سے اترنا ہوتا تو گاڑی سڑک
کے کنارے کھڑی کی جوئی۔“

”بُولوں... اُولی...“ غیاض کسی بھری سوچ میں تھا۔
”آہ...“ وغیرہ عمران کے پر چھا بادیں جانپ سے

تھے جسے اپنے پچھیں کچھ دیکھ کر پیٹ پر پڑا۔
پھر پھر فریض کو رنجی کے پیٹ پر پڑا۔

”میرا فریان ابھی تک اس کی میک ایجاد ہوا ہے:“ فیاض
کو پڑ جوڑا۔

”سیں...“
تمہارے تنیوں کو میوں کی رہائی آخر اس قسم کی بہارت
والا کوں تھا اور اسے اُن سے کہاں دردی ہو سکتی تھی۔

”اُسے باہم میں جاتے سن گوا۔“ تم خلاف الممالک کو
کوٹھلش کرنا۔“

اس پر اعتماد ہے مور فیاض؟“
مالہ بہشیوں میں بُتلہ ہوئے کے بعد اپنے اپنے بھی

کر رہے ہوئے فیض ایک
ہوں گے۔ فیض نہ تو پھر اس کے پانچوں دیکھ کر ایک
فیاض گاڑی کی طرف پڑھا۔ اس کے پانچوں کو بغیر دیکھنا

رہ... اور پھر عمران کے پاس والپیں اسکے پار ہوا۔ ”تم کھیکھتے ہو؟“
”اور اُنہاں کی پوچش بتا کر کے گاڑی اور ہرگز
ہوئی۔“ عمران نے اس کے چہرے پر سارے عکسے کا اشارہ کرتا ہوا کہا۔

”تو پھر معلوم کریں کہ مجھے کیم خودی طور پر کیس کر
سکیں گے؟“

”اگر میری گاڑی بھی اس وقت موجود ہوئی تو ہمیں اُدھر
ضروجباتا۔“

”چھوٹی بھی ہے۔“
”یہاں تمہاری موجودگی فیضوری آئندیں۔“

”میں نے انہیں لاٹ اسخواں دیتے کہ اچانست دے دی
ہے اور کم دریا ہے کہ سفارت خانے کو قبول کر دیں۔“

”اس سلسلے میں یہ بھی فیض سمجھے کہے کہے الملاع ذرا
انداز میں ہی جائے۔“

”اگرہ گاڑی اسی کی ہے تو...! عمران پچھے نکلتے کر لیں۔
”میں نہیں سمجھا۔“

”سفارت خانے کو یہ نہ بتایا جائے کہ لاش شناخت
لی گئی ہے۔ بلکہ گاڑی کی کتاب کے حوالے سے بات کی جاتے
لماش کر دے۔ اس کی بھی تصدیق ہو جائے گی“ فیاض نے کہا۔

کیوں خواہ مخواہ جان پہچان اپنے سر لیتے ہوئے؟“
”تم چھپ کر ہے جو اگریشن اسے شناخت کر میکا ہوں تو
سفارت خانے کے لئے آدمی کے بیچنے نکل گئے ہیں مگر تو
پڑے گا؟“

”تم چھپ کر اپنا بندلواری قابلہ سے سکھ کر ہوئی تو اسی تو جو
لوہ مزور رکھتے چو جاؤ اسٹیشن اچارن کو ابھی مرحوم کھٹا کر
اُذکر اسے کیا کرتا ہے؟“

فیاض کے اس وقتی سعادت مندی سے تھی۔
کی تھی۔ والپیں پر اپنی گاڑی اسی طرف یا آیا اور دو ٹول
نامحلہ گاڑی کی موقعت سمت چل پڑے۔

”میرا فریان ابھی تک اس کی میک ایجاد ہوا ہے:“ فیاض
کو پڑ جوڑا۔

”کیوں؟“ پہلی بھی ہے۔ نظرزدیں ہی پڑتی تھی۔
وارسے کی سکل میں تھے جسے پہنچا۔

”یہ دیکھو۔“ بھاں کی اور گاڑی کو سڑک سے پہنچنے کے
چنانیں پڑتا۔

لاش مرٹر پر بھی وکھنی دی اس کے اس پاس میں
کاٹنیں بھی کھروئے ظہار نے۔

فراخ گھاری روں کو رنجی اسی طرف ایک کے آنکھیں
قمری پنجابی نے اس کے چہرے پر سارے عکسے کا اشارہ
کے پوچھا۔

”بلیں... بہر اسی سفارت خانے کا قوبی ایسا تھا۔“
اوپر...!

خوارے فاسٹے پر سفید نگہ کی ایک اولیٰ کیشان
کھڑی تھی۔

عمران آج بڑھ کر گاڑی کا جائزہ لینے لگا... جس کا
اسٹنٹ کی جانب والا دروازہ کھلاؤ تھا۔

فیاض نے شاہ آباد کے ایجنسی انچارج کو کچھ بدایات
دیں اور خود کی عمران کے پاس آکھڑا ہوا۔

”دیکھ دیجئے؟“ عمران نے اس کی طرف دیکھنے پر ہواں کیا۔
”لظاہر... موت کی وجہ اتفاقی تھی، یہ سکتی ہے؟“

”کیوں...؟“

”کہیں زخم یا کسی تحریکی چوٹ کے تاثر نہیں پائے جاتے۔“
اگرہ گاڑی اسی کی ہے تو...! عمران پچھے نکلتے کر لیں۔

”میں نہیں سمجھا۔“

”سفارت خانے کو یہ نہ بتایا جائے کہ لاش شناخت
لی گئی ہے۔ بلکہ گاڑی کی کتاب کے حوالے سے بات کی جاتے
لماش کر دے۔ اس کی بھی تصدیق ہو جائے گی“ فیاض نے کہا۔

اُن کی گاڑی اُنیٰ شناخت پر آئے تھے میک اسی
”ہُوں... قوی گاڑی...“ فیاض بھی کہتے ہوئے کہا۔

لات کے چیڑے نکلے تھے۔ فافر سوچوڑی بھی درپیٹے سوچا
خدا اچھا کسی آواتر آجھوں کی کوئی دروازہ پر نہ تھا۔
غلبیت میں بھیں کے علاوہ اور کون تھا۔ فافر سوچوڑی
اٹھتے میٹھا اس کے بعد مارنے کے سے انداز میں اس نے
دروازہ کھوئا تھا۔

”کیا ہے؟“ اس نے خود کھلے ہوئے ہیں سوچا۔
”بھراط صاحب اشریف لائے ہیں؟“ اس نے بڑے
ادب سے کہا۔

”کیا بچاؤ ہے؟“
”ڈرانگ زمیں میں تشریف رکھتے ہیں؟“

وہ بھیگنے کا فن ہے۔ فیاض نے بھی اس کی آیا اور
عمران پر نظر پڑتے ہیں اسے بے ساختہ میک اگری۔

”اوھو... کیا میں ہستہ زدہ اونچی لگ رہا ہوں؟“ عمران
نے سعادت مندا نہ اُن میں پوچھا۔

”یہ بات بہر کم احتیاط سے ہے تھا۔“
”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

”زندہ جو خادی خدا کے دروازے تو ان تھوڑے
ہوا تھا۔“

گاڑی مل گئی ہے تمہیں اس کی شناخت کرنی ہے نہ تم
نہ پہنچی نہیں تھے تھے“

”کیا ہے؟“

”بہت دُور... بسندر کے کنارے“

”ادبو...“

”کاشی نہدر سے نکالی گئی ہے“

”میں... لیکن پتا کیسے چلا؟“

”ٹانوں کے کشات کے ذریعے... جو ایک اونچے
ٹینے کے چلے گئے تھے۔ وہیں سے گاڑی مل گئی“

”ڑک کی لاش؟“

”چیخ تو شی پے کر لڑکی کی لاش نہیں تھی“

”خوشی لڑکے کے ہوئے کہا ہے قصہ میں اتنی دلکش لگی ہے کہ
اسے زندہ ریختی آرزو میں رہا جا رہا ہوگا“

”آپ...“

”کیوں؟... کیا مجھیں آدمی بننے کی صلاحیت نہیں ہے؟“

”جیس کا بھی خیال ہے آج جوڑ سے کہہ رہا تھا کہ
تمہارے باس کی صحبت میں میرا اس بالکل خردہ ہو گرہے
گیا ہے اب لڑکوں کو دیکھ رہا تھا میرا بھائی“

”ہیں بھائی...“

”آس کا لامبی سزا ہو گئی تھی“

”آس کا خیال ہے کہ اگر اس کی ماں دولت حیدر...“

”خداش منہ جوڑ تو اس کا ناپ بھی اس حال کو تھیجا“

”دفعتہ لکھ جوٹ پا عمران نے بھی محسوس کیا۔ پھر مجھیں
ایسی بادعت رہا۔ پھر تو اس کی تھی اور حوزف
ایسی بادعت کہ لفڑی والے ایسا اپ اس سے بھی ملے ہیں؟“

”نہیں بھائی...“

”خیلی طرف سچلی جاری ہے“

”بہت دُور...“

”کیا وہ ایک دوسرے سے وہ کرتے تھے؟“
 ”کیا تم اب بھی محبت کو کافی لگھتے ہو؟“
 ”غلوتی کافی...!“
 ”خیر چھوڑو!“ روشی ٹھنڈی سانس سے کر بولی۔ تم بھیشہ
 گھسے ہی رہ گئے میں نہیں جاتی کہ وہ اس ماحلے میں غلوٹ
 شے یا انہیں اور مجھے ان سے سروکار بھی کیا۔ دفولوں جائیں
 جاتمیں۔ میں تو نہ سو کہون کے لیے پریشان ہوں!“
 ”آن کا بھی جغرافیہ یافت!“
 ”اک سارہ مضمون ہوتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ
 اس پر کوئی آج دلتے پائے!“
 ”ہنس کے قربیں۔ یہاں کے سامنے دیکھا تھا میرا خالہ ہے
 کہ دوس فاراں کی طرف بھی نہ گیا بوجا!“
 ”کئی باراں بھاہے تریخ سب قام سے ائمہ آئے
 ہیں ہو سکتا ہے انہی موافق پرکسی نے دیکھا، تو؟“
 ”اب سزاورن کو کیا تلفظ ہے؟“
 روشی نے کافی جواب نہیں دیا۔ کونکر ویر پیلا کورس
 نے آیا تھا۔
 اس کے چلے جانے پر بیلی: ”وہ بہت نیاد خلافت ہے!“
 ”پیش کی پوچھتے تو تی سے؟“ عمار نے سوال کیا۔
 ”میرا خیال سے کہ ایسا شیئر ہے؟“
 ”کیوں۔ تو قوم اس کی خوفزدگی کی وجہ جانا چاہتی ہو؟“
 ”میں اس کی وجہ بھی جانتی ہوں۔ سچھنا معلوم لوگ اس
 کی نکاری کر رہے ہیں لیکن میں ان کا احتتو فنا ہی پیشیں سے ہے
 اور نہ اس سفارت خانے سے میں اس کی تصدیق نہیں ہوں!“
 ”متقاضی لوگ ہیں؟“
 ”نہیں۔ غیر ملکی...!“
 ”ریا! یعنی سے اب کہن ملاقات ہو سکے گی؟“
 ”کیا تھے نے اخبارات میں نہیں پڑھا کہ وہ اپنی کافیست
 سمندر میں عرق ہو گئی؟“
 ”اخبار والے تو کسی دن پوری دنیا کو کسی دوسرے سیارے
 کے سمندر میں عرق کر دیں گے؟“
 ”کیا مطلب؟“
 ”اُس کا واضح ثبوت نہیں مل سکا کہ عرق ہوتے وقت وہ
 خود بھی کاریڈیں موجود تھیں۔
 روشی کچھ نہیں۔

”نہیں بتاؤ۔ تمہیں کیوں کر معلوم ہوا کہ میں تم سے اسی
 سلسلے میں بتا چاہتی ہوں؟“
 ”کسی نے کبھی تمہیں اس کے سامنے دیکھا تھا؟“
 ”کس نے دیکھا تھا؟“
 ”کیا یہ بتا نظر وری ہے؟“
 ”نہیں۔ میں عمر اس کے پارے میں مجھ سے کیا معلوم
 کرنا چاہتے تھے؟“
 ”میری باتیں کو شتر کی بیرونی ٹھنڈگ کے
 پھر اپنی تھیں؟“
 ”لداشی کچھ تشتہ سے تہاری ضرورت مسوں ہوئی
 اشیا تحریر کر لئی تھی۔“
 اس کے طبقے جانتے پھر ان پر لیا۔ ”وقت کم ہے اگر تم اس
 اسی کو چھوڑ کر اپنی دشواری کی طرف آجائو۔ پورہ ہو گا!“
 ”لبی کیا ہے؟“
 ”ایسی یہ تو کہہ رہا ہوں کہ وقت نہ مانگو!“
 ”تم تے ایک سفارت خانے کے ملنے اپنی کی مت
 کا بات میں سننا ہو گا!“
 ”خدا ہے۔ عمار سر لاکر بولا۔
 روشی شوٹی دینک بھوپالی بھر جوںی ہجوم کی جی
 الگام اپر اپنی زندگی کی طرف گئے ہو؟“
 ”ابن شاہید بھی کمزور ہوں ادھر سے!“
 ”والا! سڑکوں کا بھی ایک فاشم ہے۔ وہ بندوں
 اور کوئی لی را شکری ہے؟“
 ”اب...“
 ”اس سے اپنے مراحم میں!“
 ”دوں کی وجہ سے باخڑو شوں کی وجہ سے؟“
 ”دوں کی وجہ سے۔ پڑھا پیں۔ بیٹی بی پی کر کوں گی؟“
 ”کالی میں کس نے من کیا ہے؟“
 ”اب کو دنوع سے ہٹ رہے ہو!“ روشی بھجنگ لگی۔
 ”کوئی...“
 ”کوئی بھی اس کے دوستوں میں سے تھا۔
 ”کوئی بھی ان لوگوں سے متعارف ہوئی تھی۔
 ”کوئی بھی اور ملڑی اپنی سے۔ ریا! یعنی کبھی
 کوئی کام بھی اپنی رائی میں دوں نہ مارا۔“
 ”کوئی بھی کیوں قون کیا تھا؟“ جس نے مجھے کچھ کچھ
 نظر وری سے دیکھنی ہوئی بیلی۔
 ”قدرت سنا و نیز کا!“
 ”خداوند!... کیا تم حق مجھ بیوٹ ہو؟“
 ”ایسی خوبی جس کی نگوئی ہے۔ جسکے جانے ہے“

”سلیمان...؟“
 ”بنتاب طالی!“
 ”چجھے تو لپیدر ہونا چاہئے تھا!“
 ”پیسے جتاب!... میں اس کے وقت نظریع کے موڑ میں
 گرانے نے دل کے دوڑٹ اُس کے جوانے کے
 یک سامان ایک سلوٹ واپس کرنا ہوا جو للا۔ ”خیرات نہیں
 چاہئے!...“
 ”لائیں... تو اتنا شریف کمال سے ہو گیا ہے؟“
 ”بہت سے محترم ہجڑت سے آپ کا نکال ہو جاتا ہے!“
 ”کیا بخواں ہے؟“
 ”اگر آپ کی کلیں بیکھریں تو مجھیں اس تابعیت نہ ہوتا۔
 جتنا دہ رو سیاہ کر رہا ہے!“
 ”ابے کچھ کہے کا بھی یا جدید ترین شاعری ہی کرتا رہ
 جائے!“
 ”میری پیٹ کی بوڑیوں نکل پر نظر رکھتا ہے۔ اُس کے
 بارے کا دلیل اپنے نکالے دے رہا ہوں اور خود جو پیٹیں یوں ہیں...“
 ”یہ بات ہے۔ اچھائیں دھیوں گا۔ باتیں کی دھیان
 اڑ جائیں اور کوئی ہوتا ہے دخل دیتے والا!“
 ”آپ بھی دہی کمرے سے ہیں جو وہ کہتا ہے؟“
 ”اجھا... سے پہنچتے تھے نظر تو؟“
 ”وہ اس سے بوجھ لیے گا۔ ساری رات بھومن بھومن
 روتا کیوں رہا تھا۔ جیسیں سے محوئی تھی تو نہیں دیتا کہ نہت!“
 ”سماں جیاں اور عمار نے ہجڑت کے کمرے کے
 دروازے پر جا کر استک دی۔
 اُس نے دروازہ کوٹتے ہو گئے کلکو گیر آوازیں اُسے
 سلام کیا۔
 ”کیا رات پیٹ میں درد تھا؟“ عمار نے پوچھا۔
 ”نہیں تو بس!“
 ”پھر بیوی روتا رہ تھا؟“
 ”وہ خدید ڈریا خواب میں تظرائقی تھی!“
 ”اُسے تو اس میں رونے کی کیا بات تھی؟“
 ”کون کہتا ہے کہ روتا تھا۔ میں توڑا پڑھ رہا تھا۔
 تالمض پرکوئی صیست نازل نہ ہوا اور بات اب مجھے کچھ کچھ
 یاد آتا ہے کہ میں نے شاید اسے کہیں۔ مادر اُم روشی کے سامنے

مٹھوئی جو سرگوہ ان نے پوچھا ہے کیا ان دونوں میں کچھ
ان بن ہوئی تھی؟

پتہ نہیں... اس سلسلے میں سرگوہ نہیں کچھ بتا سکی۔

سوال یہ ہے کہ اگر کچھ جائز نہیں اس کی بجائی کر سکے ہے اس

تو وہ اس کی پوری پڑائی کو کہوں فہیں کرتی؟

میں بھی معلوم کرتا چاہتی ہوں؟

اک لیے بھج سے ملتا چاہتی تھیں؟

بلں... آں؟

میں بوجھ کو شک پالوں کی وجہ نہیں دینے لگیں گے؟

روشی پھر حملہ لایا۔

ماشاء اللہ... بلکہ اتنا اللہ...؟

بودمت کرو!

لئے سے فارغ ہو جاتے تک پھر روشنی نے یہ ذکر نہیں
چھڑا تھا۔

غم ان بھی غاموشی سے کھاتا رہ سکتا۔

روشنی کے اندازے حلوم ہوتا تھا، جیسے اس لفقات
سے اسے باہری بونی ہو۔

سرگوہ کی عمر کیا ہے؟

”عمر نہیں کیا سر و کار؟“

”ابوک من کو تو نکلنے کرنے والے عقلي بھی ہو سکتے ہیں؟“

”اگر کڈھاں کی کوئی بات نہیں کر سکتے تو اس معاملے
کو بھی ختم کر دو؟“

ایک اظہر دیکھنا ہاتھا بھول سرگوہ کو... اور ہاں کیا
لہذا بھی سے اس کے لیے ہی تعلقات تھے کہ وہ اسے اپنے
کسی رانیں شریک کر سکتا ہے؟“

”ہے کہ وہ اسی بات پر خلاف ہے تم نے... بلن، میرا خیال
لزدار بھی تھی؟“

”غایباں میں کسی قدر ریضی مسوی کر رہا ہوں؟“

روشنی کا چہرہ مکمل اٹھا۔

*

سرگوہ تین ماں سے زیادہ کی تربی ہو گی۔ غاصبی

تبول نورت اور صحت مند عورت تھی۔ اس کے لئے والوں کا

نیال تھا کہ وہ ایمان دار اور یہک سیرت عورت بتے۔

کو ایک بھی زخمی نظر نہیں آیا ہے سرگوہ بولا۔

”یعنی... لستا...؟“

غم ان روشنی کی طرف دیکھ کر بولا۔ اگر تم نہیں اگلا گھومنے نہیں کی
کوشش کرو تو میں بندہ ہوتے ہوئے بھی تباہ انسان دیوباخونی کا“
بہ جوان سرگوہ نے دو پھر کے لحاظ سے قبل ہم خاصی
عقل مندی کی باتیں کی تھیں، لیکن سر پھر کو سرگوہ نے سوسوں
کیا جیسے اس کی شخصیت، ہی بدل گئی ہو۔ گاؤ دیوباخونی کی باتیں
کرنے کا گھام باور ہے پرستے والی حاصلت پکھ اور ہر جی ہو
گئی تھی۔

روشنی نے سرگوہ کو پہنچتے ہوئے سیرت زدہ دیکھا تو
اگر سے جا کر بولی۔ ”بس بھی اُن شارنی ہے اس شخص کی سماں
ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے وقت وقعت عقل مندی اور
بے وقفي کے درست پڑتے ہیں؟“

”میکیت مجموع دلچسپ آدمی ہے“ سرگوہ نے سرگوہ کو
بولی۔ ”اس وہمیں نہ پڑو کہ تمارے سامنے اس کی آمد ہے
نا گوارگزی ہے، میں تو میں مراد خیطے والوں کو بھی برداشت
کر لیتی ہوں“

غم ان نہیک اس وقت ان کے قریب بہچا تھا، جب
سرگوہ نے مرا دکھاوال دے سری تھی۔ اُنداز ایسا ہی تھا،
بیسے اچانک گونی بات یاد آئی بواہر کچھ بچھنے کے لیے ان کے
پاس دو آئیا۔

”محافت نہیں کا دخیل اُندری پر اس نے مسمی شغل بن کر
کہا تھا اب کے پاس میں لئی کے پائل لوئی سرمند بند قویں ہیں“
”میں... بھی کے پاس کوئی ایسا یہ نہیں ہے“

پھر اچانک سرگوہ پر مسی کا دوہرہ پڑھیا تھا جس نے
انہی شدت اختیار کریں اور روشنی کے تاثر ہر کمی پھول گئے۔
سرگوہ ان کے چہرے پر بکھلا ہٹت اسے آثار قوادر ہوئے۔

آخنے کار عنان اپنی ہنسی میں، یہک لگانے کی کوشش
کرتا ہوا بولتا وہ پتی مراد... اب تے ابھی اس کا نام یاد تھا!
”ہاں... بلں... تو پھر...“ سرگوہ کی حیرت اس کی
آوان بے سکی اُنداز ہوئی تھی۔

”اگر اک اپسے اپنے بندوں کے سکی کمہرے میں بند کر دیں
تو کمی رہے گی؟“

”اوہ...“ سرگوہ بھی ہنس پڑی پھر سفیدگی اختیار کر
کے بولی۔ ”کیا اک اپ اسے جانتے ہیں؟“

”تم دیکھنی لوگی؟“ دھایا تھا۔

غم ان کے بونوں پر صحیتی صحیتی میں کھا بہت تھی۔

”لیکن بست کم مکن معلوم ہوئے بھی مسٹر گوہی ہوئی۔“

ہنس کر کہا۔

اور تھوڑی دری بعده سرگوہ نے اس کے اس قول کی اصدیق
کردی تھی۔ بندوں پر لفڑو شروع ہوئی تو کچھ اسے اس تے

کوئی کو خاکو اشیا اختیار کرنے پر بچوں کر دیا۔

وہ حیرت سے اس کا نامہ نہیک جاری تھی۔ ساری دنیا میں
اچھے والے بندوں کی مختلف اقسام اور ان کی عادات

اُن پر اس طرح لیچوڑے رہا تھا، جیسے بندوں کی

کام تھے کامدہ آدمیوں سے مخالف ہو۔

بی بھر کے دماغ چاٹ جھک کر بھر سرگوہ کے ...

کھلیں پائی جاتے والی یہاری سے متعلق اسقفار کیا۔

پائل بندوں نے ... روز صح ایک بند مردہ ماتا
کیا اسے اسی بھی نہیں ہوا۔“ مسٹر گوہی ہوئی۔

کی بند کی لاش کا داٹھی معاشرے بھی کرایا۔“ سرگوہ

کی طرف حضوسی توجہ تدے سکی جب دوقلوں گاڑی سے اتر
کر رہنے کے کہانی سننا تھے۔

پہلوں سے کہا۔“ میرے سے پہت پرانے دوست صڑھی عمر انہیں۔

تم نے وکر کیا تھا کہ تھارے بندوں میں کسی قسم کی بیماری پھیل
رہی ہے۔ یہ بندوں پر اس اخباری ہیں۔“

اوہ... بڑی خوشی ہوئی۔“ سرگوہ نے صافی کے لیے
لائم بڑھاتے ہوئے کہا اور تب اس نے پوسی طبری اس کا

جانہدیا جو خوشی تک جوان تھا۔ یہک جھرے پسندیوں کی جھانی

ہوئی تھی۔ اول دری کا بے وقوف معلوم ہوتا تھا۔

روشنی کے سری تھی۔“ تم تین چاروں بیان گزاریں گے“

”اوہ مژو... مژو...“ سرگوہ بھی خوش ہو کر بیوی نہیں
بڑی خفتت سے تھانی مسوی کر رہی تھی۔

”یہ بست اپنے پاس است اور ستاروں کی جگہ مجھے والے
بھی ہیں۔“

روشنی نے تھارے کے ملے کو اچھے لڑھانے کے لیے کہا۔

”کچھ...“ سرگوہ نے مزید کرم جوشی سے سرگوہ کا ہاتھ

چھاٹھوں تے غور توں کی چیزوں سین اور دھیارہ غارت کی طرف جائے۔

چھوڑ کر پکا تھا اور اس کے خاندان والے بدھوں ہو کر عجھ رہے تھے۔

آئے کھنکتے کے اندر آئے پولیس آگئی۔ ظفرا و یحییں ایک بار پھر ذخواری میں پڑ گئی یونکہ وہ ان لوگوں کے بے اجنی سے اور انکی شان نزول کی مشتبہ تھی۔ وہی سب تے خلیل رنگ کے بڑے سے ما تھکی بہان سناتی تھی۔

”وہ کسی ادھی کا ملکہ تو نہیں، تو سکتا یہ“ فائز الرحمن نے بھڑائی ہوئی وازیں کہا۔

یحییں اور ظفرا بڑوالات کی پوچھار ہوئی۔ بڑی دفعتہ پتی مراد بولا۔ میں اس خاندان کے اجنی ہیں، ہوں اور یہ دلوں میں ہے۔ یہ اجنبی نہیں، ہم ابھی دنیا میں ملک رہنے والے لوگ ہیں۔ یہیں سازشوں یا کشت و خلقنے سے کیا سو و کار؟“

”... اور بھی بھا۔ ایک رُنہ مصبوط ہے۔“ یحییں نے سپہ اپنے سامنے لے لیا۔ اپنے اپنے نواب ملک اور نام نہیں رکھا۔

”کیوں نہیں سنا۔“ ...“

” یہ نواب نادہ ندا سماں بنی۔ مان کے بھتھے...“

”کب کوت ہوت ہے؟“

” قون کر کے ہلوم آئیے۔ کہ بھتھے صاحب پی بوئے یہیں نہیں :“

” یحییں ا۔ بخاں نذکر و اظفرا بولا۔ بزرگوں کا حوالہ نہ دو۔ مجھ پر جو زرسے گی جھکت نہیں گا۔“

ویسے پتی مراد کو ان کا طرف دار دیکھ کر راڑا کا لگھ بھی اس بات پر درد دیئے گا تھا تاکہ وہ اجنبی ہی یہیں یا کسی قسم کی سازش میں ملوث نہیں ہو سکتے۔

صح بڑی خوش گوارتی رو تھی اور سکران بندوں کے لہرے کے قریب چھپل تھنی کر رہے تھے۔ ” یہیں نے اتنا بڑا کھرا پہل دیکھا تے یعنان بچوں کے سے اندازیں خوش بکرم بولا۔ سات انہوں نے بندوں کے کم نہ ہوں گے۔ ذرا دیکھنا آج بھی مولی لاش دلخان دیتی ہے یا نہیں؟“

وہ سب بڑے زندہ دل لوگ تھے۔ صاحب خانہ کا نام رچوڑ کی تھا ملکی اور تینی بھائی مشرکہ سر ماہی سے کام کرنے والے بدھوں ایک فرم کا ڈاٹ کر لے تھا۔

اس وقت یہاں کچھ جہاں بھی تھے، پتی اور ان کا تعارف بھی کراپیاں میں فائز الرحمن کی شخصیت سب سے نہیں تھی۔ مخصوص طبقہ کا ایک قد آور ادبی تھا۔ ملک بھی اس کے قریب ہی، ہوگی، میکن آنکھوں سے لو جاؤں کی سی لو انانی حلقاتی تھی۔... سرخ زنگ کی فرخ کست داری میں خاصا وجیسگ رہا تھا۔

اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی، جس کا نام کورنیڈا تھا۔ وہ میں کہہ رہا تھا بڑی دلش بڑی تھی۔ بیرونی

نامزد ہیز تھی تیر کے ایک ٹوکرہ سوت شکر توڑے سے مروڑتے رہا۔

”الی! ہو گئیں سب تد۔ تد تد۔ بیڑیں... لک... کچھ گاک... خود دوڑنے کا۔ کا۔ کا۔ تے کام کی... دیکھی... بھنی دیکھا۔ اس یجا... اس یجا... بیاری دل... اسے اسے۔ اسے۔ خر کام... تمام... کی کیا... کیا...“

وہ حق پھاٹکر پیچتارہ اور اظفرا بخوم جو ہم کر دیندیں

بجا تھا۔

اظفرا و یحییں کو رہتے تھے۔ اور اظفرا بخوم جو ہم کر دیندیں

تندیز کا رگہ ہوئی تھی۔ وہ سب یحییں مراد بیت عمارت

کیوں کر رہا تھا اجس کی اوایز بیٹن نیاں کی آواز سے من بہہ

رسی ہو۔

اپنے اپنے اس کا قابل ہوئے پر عمران نے

کہا تھا کہ یہ محلہ ہے کہ وہ گھٹے پر تیجہ کرتی جلدی کی ایسی

حکیمیت سکے کا بھہاں فون ہو۔ آخر اس بارک کا یا...“

طلب تھا اس وقت اس نے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔“

”میں گانے کو متین نہیں کرتا۔ میکن یہ ہمارے پہتے شاعر کو تباہ کر رہا ہے۔ ہتی مراد بولا۔“

”میں عالمی پرادری کا قابل ہوں۔“ یحییں نے یہ حد

زرم لجھی میں کہا۔ اگر کہو تو اسی ورزہ درستہ اور بانش کی

قوایی کو رکھ دوں۔ ساتھی صاحب کب شک طبلے۔ اور

ساری تھی پر جلتے رہیں گے؟“

یوہ دلی نس اگاڑی ان کی کوٹی سے دا قابضہ پڑ پڑ دیتھی کا۔ پھاٹک پر کھڑے ہو کر آپ میٹھے فیٹن بخانیے کا، کس عق

پھاٹوں کا ناظر ہے کہ وہ لوگ بیٹیوں سے دلپڑی رکھتے ہیں وہ نمراد و ملکیوں ہوتا۔“

”بعنی افاقت مہماںی عقل کا بھی لوہا مانتا پڑتا ہے۔“

لکھر سکتا کر بولا۔“ وہ اس عمارت کے پھاٹک پر جا بہنے اور یحییں غیریکی

اندازیز میں تھی تیر کے ایک ٹوکرہ سوت شکر توڑے سے

مردوڑتے رہا۔

”الی! ہو گئیں سب تد۔ تد تد۔ بیڑیں... لک... کچھ گاک... خود دوڑنے کا۔ کا۔ کا۔ تے کام کی... دیکھی... بھنی دیکھا۔ اس یجا... اس یجا... بیاری دل... اسے اسے۔ اسے۔ اسے۔ خر کام... تمام... کی کیا... کیا...“

وہ حق پھاٹکر پیچتارہ اور اظفرا بخوم جو ہم کر دیندیں

لکھر المک کو ریا و یحییکی تلاش تھی۔“ وہ ابھی تک

اس ابھیں میں بنتا تھا اس کی ایسی کوئی سے تعلق اسقفدار

کیوں کر رہا تھا اجس کی اوایز بیٹن نیاں کی آواز سے من بہہ

رسی ہو۔

اپنے اپنے اس کے حوالے پر عمران نے

کہا تھا کہ یہ محلہ ہے کہ وہ گھٹے پر تیجہ کرتی جلدی کی ایسی

حکیمیت سکے کا بھہاں فون ہو۔ آخر اس بارک کا یا...“

طلب تھا اس وقت اس نے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔“

لکن جلدی؟... یہ کسی قسم کا جگہ تھا؟... اس کے پس مظفر

میں کیا تھا؟“

اس نے قلن پر عمران کے فہرڈائل کی سیکن وہ گھر

پر جو جو نہیں تھا۔

اکس کی ابھیں پڑھتی رہی۔ تو کیا پتی مراد کا بھی ان...“

واقعات سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے؟

ایک با پھر دہ پتی مراد کی تلاش میں تکلیک داہم۔

ملوکات کی تلاش ایسے تھے کہ اسے جلد ہی اس کے

موجودہ ملکانے کا پتہ چل گیا۔

یہن اسے جیسے جو رہوں کیونکہ وہ ہوئی یورپیں

گھرانے کے ساتھ تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ وہ اس حد

تک پہنچ کے لیے کیا طریقہ استعمال کرے، یحییں ساختھا تھا۔

اس نے کہا۔“ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟...“

وچھلی سیست پر جسیں... قلفر اور پتی مزاد نظر آئے تھے اور اگلی سیست پر ایک بھی تمیم سید نام مرد کے سامنہ آئی کی شل کے

تحقیق رکھتے تو انہیں ایک لڑکی بھی تھی۔
مرد گوئی کے ملائیوں کے تھے تو نہیں ٹیکے کے ملائق وہ دو اکابرِ حکومتیں بھی جو ساتھ تھا۔

عمران نے کہا تو نہیں داخل ہوتے کاروبارہ ترک کر دیا اور عمارت سے پہرے پرے یعنی تھوڑی طرف جاتھا عمارت پر جال نہ زیاد دو فہریں تھیں۔

تازہ لمحے بھوٹے گھوٹوں میں فاختاں ہیں جوک رہی تھیں... عمران نے انہیں اسرار کا شاندار بنانا شروع کر دیا۔ ایک ہی ما تھا کی تھی کفارم کے رکھوارے دوڑ پڑے۔

"اسے... اسے... ایک تھے عمران کو لکھا۔" تمہاراں کس کی اجازت سے تھکار کھیلیں ہے تو؟"

"اجازت...؟" عمران احمدزادہ نہیں ہوتی ہوئی۔
"اسرگ کے شکار کرنے کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔"
"تھاہاے بابک کی نیں ہے؟" دوسرے نے کرف کر سوال کیا تھا۔

"پتا ہیں بوجھ کر بتا دیں گا۔ فی الحال راستہ چھوڑو۔
وہ اگئے کھیت میں گردی ہوں گی۔"

"پکڑ کر صاحب کے پاس لے چلو! ایک تھے کہا۔ اور عمران کے دلوں بانو مظہروں سے پکڑ لیے گئے۔

"اے... اسے... وادھئی! وہ طاقت صرف کیے بغیر ان کی کرفت سے نہیں جانے کے لئے پہنچا۔
وہ اسے کشاں کشاں عمارت کی طرف یہے جا رہے تھے اور یہ داکابرِ حکومت میں پہنچ ہوئی۔

رکھواں نے اسے تینا یا نکاری زبردستی پر آمد کیا۔
تمہید بڑات پیشے چھوٹی ہے! انکام عمران کو گھوٹتا ہوا غستہ یا۔

"شیرنبویں فاختہ بارہ تھا۔ اس میں بڑات کی کیا ضرورت؟"
"بیخ اجازت تم نے جیزی میتوں پر تمہیں کیسے رکھا؟"
"فاختاں نہ دکھانی دیش توبہ نہ قسم نہ رکھتا!"

"تمہاڑ دماغ تو نہیں جیں گیا؟"
"کیمی مکروہت کے پاٹیں ہوتا ہوں؟"
"حق سلام ہوتے ہو؟"

"یہ اور بات ہے۔ احمد پاگل نہیں ہوا کرتے پاگل پن

انہاریں کہا۔ اسے اسے کیا کسی کا درپردازی کر جھپ کر ملتی ہے؟"
"کرف صاحب کا ذریقاً ہے۔ وہ داکابرِ حکومت کو ابھی تکروں سے تھوڑے ایک بھتی جاتی ہے۔ میرا نیاں ہے کہ ان کا اس میں دشمنی تھی؟"

"اسے نہیں ایسا سمجھی جائے۔ یہ لوگ پیدا کی تھیں جو کہ کہتے ہیں تو ایسا لگتا ہے، جیسے کافی تھے کہ تو کی طرح جو موٹ رہے ہوں یہ عمران نے ہنس کر کہا۔

"یہ بات فہری صاحب! کرف صاحب! ڈاکابر کو پسند نہیں کرتے تھے۔"

"ڈاکابرِ حکومت میں کاہی ہے؟ یہ کافی تھا۔" تمہاری یہم صاحب! اس سے تعلقات رکھنا پڑھنے کیلئے کرنیں گے۔

"کیا وہ ہوتے جاتا رہا تھا ہے؟"
"غور اول کے مطابق میں تو بد معاملی ہی لکھا ہے سالا۔

"کیمیں ہیں قیامِ کردار؟" عمران نے ایسے لمحیں روشنی سے اپنچا جیتے کہ وہ ان کا ساتھ دنیا چاہتا ہو۔

"یاد چھیجی دکھا دیکھی ہے؟"
"کیا آپ ڈاکابرِ حکومت کو ہیں جانتے؟"

"نہیں، میں تو پہلے باریں آیا ہوں۔"
"بہت ضرور کیتی ہے، شاید آپ سے ملنے والے ہو کرے۔" اچھا یہ رپڑوں صاحب، تو زندگی ہے؟ جن کے پسے کو اہمیت میں صاحبی تھیں؟

"بہت اپنے کوئی تھے صاحب! اسیں ملے کے خلاں بھولنے سے تھے اور بھاری یہم صاحب سے بے ہی دوڑتی۔

اُسی دشائی کی تھی کہ عمران نے کسی تھیز عومنی نیتے رنگ کے ٹانکے کا دستہ کاڑ رکھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ چاہئے تو ہوش نہیں ہوا۔
کافر رکھنے کی وجہ سے اس کے ساتھ چاہئے تو ہوش نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ چاہچا۔ لا شیا تو

تمدن کے لیے تباہ ہو کیا پاپوڑ مانگ کی میزہ رہے۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے نا تھنڈیا ہو چاہے پہلا ہے۔"

ویسی طالیں اس کی دیجیں باوقل اور حربوں سے لطف اندھر ہوتے اور وہ خود ان کے ذمہوں کو کریتا رہا۔ لگنڈا فوٹی اٹاٹی اور اس کی سیکرٹری رہیا۔ اس کی طرف سے مستحق بھی۔

"وہ لڑکی بڑی کا پیال تھی جاتا؟ ایک طالم نے اپنے اس قدر بھروسے پہنچے کے یہ کام زخم پاٹی خلافاً کا عمل کرنا پڑا۔

پہنچ کے قریب پہنچا یہی تھا کہ ایک بھی کارگردانی اولیٰ ثابت ہوتے اسی اور پہنچ کے اندھر لگتی۔
اوہ، لٹک کے فارم تک پہنچے کے یہ کام زخم پاٹی خلافاً

"روشنی... روشنی... اور غریبی۔ سگر ملتی ہوئی بولی...
بہستِ ٹاحدا شر ہو گی۔ اب... مر جو دن بھی...!"

"اے کیا ہوا؟"
"اچھی ایسی۔ غون پر اخلاقی طی ہے۔ پچھلی رات ایک

حیرتِ اکبر تھا۔" حیرت نے امتحان اندھائیں دیدے چاہئے۔

"کسی طرح یہ معلوم کر دکارنے کو خوف زدہ کیوں ہے؟
ایہ درست ہے کہ مر نے والا بھی اتنا شی یہاں ہی آتھا۔

امتحانوں کی موت پر مشتمل ہو سکتی ہے، خوف زدہ ہو جانا کیا سعی رکھتا ہے؟

"تم نے دیکھا ہے کہ وہ اس کے ذکر پر فوراً موضوع یہی دیتی ہے؟" عمران نے مختندی سانش کے کام تھا۔
پچھلی رات میں نے اس سے پچھوڑوں ساصل کی ہیں۔"

"مشتویں یہاں صرف اس یہے آیا بول کر رینا ویز کے متعلق زیادہ نہیں۔" ملحوظات حصال کر سکوں۔

"آخہ اس کے پیچے کیوں پڑ گئے ہو؟"
"وہ بھی غائب ہے۔"

"نہیں...؟"
"تمہیں اس پر حیرت کیوں ہوئی؟"

"دونوں ایک جان دے قابِ کملاتے تھے۔"
"تب تو تمہیں اس پر حیرت نہ ہوئی چاہیتے تو سکتا ہے کہ اس نے بھی مارے گم کی کہیں پچھا رہو دکھی کر لی ہوئی۔ مال لوم نے اس سے تھی معمولی معلومات حاصل کی ہیں؟"

"اُدھر ایک ایک پچھر سڑت داکابرِ حکومت رہتا ہے۔" روشنی پائیں جانب پا تھا کہ جو کبھی بھر جاتا ہے۔

نام ہے۔ قوچی اٹاٹی جس بھی ادھر آتا تھا۔ داکابرِ حکومت اسی طرح اسی بھلکانی کرتا۔ تھا۔ جیسے اسے اس کی طرف سے کی قدر کا کوئی خدا شہر ہو۔

"ہاں... آں... ہو سکتا ہے... سوال تو یہ کہ مسٹر گوئی کوں خوف زدہ ہے؟"
دفعہ آنہوں نے دین ارسکو بن ان کی طرف دوڑی اسراہی ہے۔

"سر پڑت... بعمران سمجھتا ہوا بڑپڑا۔

آنہوں نے ٹہر سے کے گرد جو لگایا۔ بھی بندرا پچھتے تھے تو تھر آئے۔

"کیا تمہیں مجھے ہو گئی میں تمہیں اس لیے ہیاں لائی ہوں کہ تمہاروں کی موت کا بندی معلوم کر دیا؟" وہ کشی کچھ دیر بعد بیٹھی۔

"اچھا لو بھر...؟"
کسی طرح یہ معلوم کر دکارنے کو خوف زدہ کیوں ہے؟
ایہ درست ہے کہ مر نے والا بھی اتنا شی یہاں ہی آتھا۔

امتحانوں کی موت پر مشتمل ہو سکتی ہے، خوف زدہ ہو جانا کیا سعی رکھتا ہے؟

"تم نے دیکھا ہے کہ وہ اس کے ذکر پر فوراً موضوع یہی دیتی ہے؟" عمران نے مختندی سانش کے کام تھا۔
پچھلی رات میں نے اس سے پچھوڑوں ساصل کی ہیں۔"

"مشتویں یہاں صرف اس یہے آیا بول کر رینا ویز کے متعلق زیادہ نہیں۔" ملحوظات حصال کر سکوں۔

"آخہ اس کے پیچے کیوں پڑ گئے ہو؟"
"وہ بھی غائب ہے۔"

"نہیں...؟"
"تمہیں اس پر حیرت کیوں ہوئی؟"

"دوںوں ایک جان دے قابِ کملاتے تھے۔"
"تب تو تمہیں اس پر حیرت نہ ہوئی چاہیتے تو سکتا ہے کہ اس نے بھی مارے گم کی کہیں پچھا رہو دکھی کر لی ہوئی۔ مال لوم نے اس سے تھی معمولی معلومات حاصل کی ہیں؟"

"اُدھر ایک ایک پچھر سڑت داکابرِ حکومت رہتا ہے۔" روشنی پائیں جانب پا تھا کہ جو کبھی بھر جاتا ہے۔

نام ہے۔ قوچی اٹاٹی جس بھی ادھر آتا تھا۔ داکابرِ حکومت اسی طرح اسی بھلکانی کرتا۔ تھا۔ جیسے اسے اس کی طرف سے کی قدر کا کوئی خدا شہر ہو۔

"ہاں... آں... ہو سکتا ہے... سوال تو یہ کہ مسٹر گوئی کوں خوف زدہ ہے؟"
دفعہ آنہوں نے دین ارسکو بن ان کی طرف دوڑی اسراہی ہے۔

"سر پڑت... بعمران سمجھتا ہوا بڑپڑا۔

عران فرانگ روم میں آیا۔ اور اس نے اصحاب تھے
 پتی مراد کو آنکھ ماری۔
 ”کی مطلب؟“ پتی مراد ناخوش گوار بیجھ میں بول۔
 ”بایہ جلو تو بتاؤ...!“
 ”چلو؟“ پتی مراد انھوں کو اپنے دلوں پاہر آتے عران اُس کے کندھ پر باختر کو کر
 بولا۔ ”تم تھے میں رویا نہ کرو۔ وہ لاکی مجھ پر عاشق ہو گئی ہے۔“
 ”تم محظی ہے کیون کہر ہے ہو؟“
 ”الشام کی کون ہے؟“
 ”میں نہیں جانتا۔ مجھے ان فضولیات سے کوئی دلچسپی
 نہیں ہےں کو قوم کو جانا چاہتا ہوں۔“
 ”قوم کے تھے کے نیچے نامم جنم کر کھو دو۔“
 ”تم آنکھوں کیا چیز؟“
 ”ناچھر۔ اُو چلو میرے سامنے اگر ان فضولیات سے کوئی
 دلچسپی نہیں!“
 ”میں یہاں ایک خاص شش پریا ہوں۔“
 ”اچھا تو انہیں اخال پر اتمدے سے یہے آخر چلو۔ یونکہ فاکٹر
 پنجم نے مجھے تھے نکال دیا ہے۔“
 ”صاحب خانہ کی قویں کرو گئے تو پتی ہو گا۔“ دیسے تم
 پتھری آدمی معلوم ہوتے ہو۔“
 ”وہ دونوں تمہارے ساتھی؟“ عران نے فضا درہ میں
 کے متعلق پوچھا۔
 ”نہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں سازشی ہیں۔ کیا
 مسرگوں نے ہیں اپنے دوست کی موت کے بارے میں کچھ
 بتایا ہے جس کا ماتم پتی کو وہ تھہر گی تھا۔“
 ”ماں کہہ دی تھیں کوئی بیان نہیں پاہنچا اس کا لاکھونٹ
 گیا تھا۔“
 ”باکل شیک۔ میں وہاں وجود تھا اور تھوڑی ہی دیر
 ہیلے پر دونوں پر چڑوں کے چھانک پر کھڑے کا بیمار ہے
 تھا، انہیں اندر بلوایا کیا تھا۔“
 ”پوچھی... خواہ خواہ...“
 ”ہاں۔ یہ سب بڑے زندہ دل لوگ ہیں۔“ پتی نے
 کہا اور رچڑوں والے حادثے کی تفصیل بتانے لگا۔ اور پھر
 یہ بھی بتایا کہ فدا درہ میں سے اس کی ملاقات اس سے
 پہلے کہاں ہوئی تھی۔

”اسے تم نہیں سے وقوف بنائے کی کو شش کوں کر رہے ہے
 ہو؟“ انھوں نے انخوش گوار بیجھ میں کہا۔
 ”مہیں تو...!“ عران کے چہرے کا بتوق پن کچھ اور پھر
 کی تھا۔
 ”میں نہیں کچھ ملکا کرو۔ وہی اسماڑت خورت تم جیسے
 ذلت کو کیے برداشت کرتی ہے؟“
 ”آپ پتی تو ہیں کہر ہے میں دا کوچھ جو تم؟“
 ”النجم...“ وہ خڑا۔
 ”وہی بھی... کیا فرق پڑتا ہے... سیڑی تو ہیں تو ہو جکھا۔
 میں ذلت کوں ہوں خورت ہے؟“ عران نے لڑکی سے سوال کیا
 ”باکل نہیں۔“ وہ ہنس کر بولی۔ ”تم بہت اچھے ہو...
 اسی سے ساختی؟“ وہ اُس کا بارہ پکڑ کر دوسرا سرے کرے
 لیں لائی۔
 ”بیو جاوے! ایک کمری کی طرف عران کو دھیکل کر کہا۔
 سب قبور صورت ہو۔“ مشرد صلیل دعاء۔
 اسماڑت ہوئے کافاہ۔ وہ بھی کیا؟ ”عران نہیں ساتھ
 ہے۔“
 ”کیوں...؟ فائدہ کیوں نہیں؟“
 ”کوئی لاکی پسند کر سکے گی۔“ پھر شادی کرنی پڑے گی
 اُسیں باکل اُو ہو کر رہ جاؤں گا۔“
 ”کا اس تھیں ہو؟“
 ”بہر تو ہیں...!“ عران دونوں ہاتھوں سے سر پیٹ
 دندل لکھ کر میں عکس آیا اور خاص جارحانہ بیجھے
 اسی پال دلالہ کام اسے یہاں کیوں لے آئی ہو؟“
 ”میرے سب کو تینوں کرمی پتی تھے؟“ عaran نے شرعا
 باکل یہاں سے اور سر توڑ دوں گا۔ ”ذاکر انگھم
 اسی پال دلالہ کام سے یہاں کیوں لے گا۔“
 ”اویں کوئی ملائیں ہیں۔“
 ”سب اپنے کوارٹر ویل میں ہوں گے۔“
 ”زیر بکری دوست ہے؟“
 ”عورت ہوتا تو بالکل نہ ہوتا۔ جو کوئی کوں سے فوں
 کا کوئی ہو سکتا ہے؟“
 ”اچھا انہیں کس بات کا فرہے ہے؟“ اُس کی بیٹی بار اُس
 سے مخاطب ہوئی۔
 ”کوئی تیچے سے اکڑا وکر دے تو...“

ملائم پلاگیا۔ یہ دلیل تھا۔ اس سے عران کی تعصیل لگتھا
 بھوئی تھی۔ اس کے انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اُس نے
 اس بخوبی کو پسند کیا ہو۔
 عمران، نظر کو اس دوڑاں میں اشارہ کر چکا تھا کہ وہ
 دونوں اس کے بیچے اجنبی ہے رہیں۔
 ”یہیں انگھم ہوں“ وہ دوبارہ عمران کی طرف ہاتھ
 بڑھا۔ پھر اول
 ”ڈاکٹر انگھم؟“
 ”میں۔ میں... اپلر ان...“
 ”تم جھوٹے ہو یہ عمان نے اسی کے ساتھ ملے اڑاکھا۔
 ”میں تو اپنی جگہ سے ایک اچھی بھی نہیں بلکہ سرچھے کی
 کو شش کرنا قوم ندیڑ ہو جاتے۔“
 ”شش آپ؟“
 ”انتے زور سے شہ جنہا اسیرا دل بہت کمزور ہے۔“ عمان
 نے کچھ اس طریقہ کا لٹکی دی ساختہ ہنس پڑی اور میں
 لکھنے انداز میں دلت نکال اُس دوسری طرف دیکھنے کا۔
 ٹھیک اُسی وقت مسزگوہن کا ایک ملائم سایکل دوڑا
 پھوا دیا۔ اپنے جا۔
 اُس نے فاٹرانگم کو ہاتھ اٹھا کر سام کرتے ہوئے
 عمران سے کہا۔ ”آپ کا فون ایسا ہے صاحب؟“
 ”وہ انگھم اس کو جاتا؟“ ”ڈاکٹر انگھم ملائم سے پوچھا۔
 ”جی۔ صاحب اب تھاری یہم صاحب کے ہمہان ہیں۔“
 ”روشی میم صاحب کے دوست...؟“
 ”یہ نہیں۔ بیچے بے ماقوس ہے یا وہ برا کہ میں سے
 پیچے اپنے کو جاتا ہوا اولوں میں نہیں جاتا تھا۔“
 ”کس کا فون ہے؟“ عaran نے ملائم سے پوچھا۔
 ”روشی میم صاحب کا۔“
 ”وہ دونوں اچھا نہیں کہے کسی دوست کی موت کی خبر
 میں کہہ دیں۔“ ”ڈاکٹر انگھم سے ہمہان نے کہا۔
 ”اچھا۔ اچھا۔“ میں دو ایک چھرتا۔ ”یہ سارخ تھا۔
 میں بھی دیں سے آرٹا ہوں تو میں سے فیں سے فوں
 کیا ہو گا۔ تم ہمارے اسے رنگ کرو۔“
 ”کیا ہو لدآن کر کئے ہو؟“ عaran نے ملائم سے پوچھا۔
 ”نہیں صاحب! یہم صاحب نے نہیں لکھا دیے ہیں۔“
 ”ٹھیک ہے تو میں ہیں سے بڑھ کر کوں گا۔“

"آبلے... قم پتی مراد تو نہیں ہو؟"
"مال میں ہی بول...!"

"جب تو بڑی بھی بات ہے۔ میں نے تمہاری بہت شہرت
شی کے اور یہ پانچاہتا ہوں کہ تم نے قوم کی خدمت کا جو
پروگرام بتایا ہے اُس کی نوعیت کیا ہو گی؟"

"سلو! اسی ملے پر بھی کبھی گفتگو کر لیں گے میر، اس
وقت تمہارے ساتھ کہیں بھی چیل کر تھیں اپنا پروگرام بھا
د رہا تھا... میں نہیں چاہتا کہ میری عدم وجود گی میں ان...
دونوں پر کچھ زیادہ ہی انتہا ہو جائے!"

"کام مطلب؟"

"التمام ان دونوں کو پولیس سے تو پچالا یا ہے میکن اپنے
طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا اور وہ تو اس سازش
میں شرکت نہیں تھے؟"

"یا سلووا... یہ دونوں تمہارے ہم قوم ہیں یعنی ان نے پڑھیں
پہنچ میں کہا۔

"ہی لوگوں نے یورپ رہا ہوں... اور پھر یہی مکان پر کہ
وہ دونوں کچھ بھری ہی تلاش میں وطن آئے ہوں"

"وھم... اسکھم کی دہلی سنہانی دی پر اسے قم ابھی یہیں
 موجود ہو؟"

اور عمان بے تکشاپھانک کی طرف دریپڑا... دوڑتا
چلا گیا... اندر ایسا سی تھا جیسے ذر کر جانا ہو۔
چھانک پر رک کر ایک بارہ لاٹا ہوا اور پھر دریپڑ کا
تحلواہ بھی برآمدے میں نکل آئے تھے۔

*

شام کے چھ بجے تھے عمان سرگون کے مکان کے...
برآمدے میں آرام کر کی پرمی دراز دھیرے دھیرے چوچے کیل
رہا تھا... ماچانک اُت، پی مراد دکھل دیا، جو اسی فرشت
آرہ تھا۔

عمان نے بھی اُسے دیکھ دیا تھا، اور خدا میں خالی اس
درخت کی طرف چلی آرہی تھی۔

"میں دوڑتا ہوا کیا ہوں؟ پی مراد بولتا... وہ بُری
طرح بُری بات تھا۔

"کیوں کیا بُو؟"

"ویسا... جس کا خدا شتمحش شام کی چانسے میں انسیں
کوئی نہ افستین... دن کی... جب وہ ہوش ہوئے

"ٹھی رہنے والا عمان نے بے پرواں سے کہا۔ یعنی تمہاری
ٹھی قوم کا درود نہیں رکھتا"

"تم عجیب آدمی ہو!"

"بھی درخت پر چڑھا نہیں آتا۔ یعنی ان نے بُرا سامنہ
پنا کر کھا۔

"میں پڑھوں گا درخت پرست... تم نجھ کھلے رہنا...
اس کا دھیان رکھنا کہیں وہ سر کے لئے بھی نہ کہ پڑیں"

"میں بتاں؟ یعنی ٹھندی سانس لے کر بولا، اُنیں
انتار کر کمی مجھے لکھا دیا"

"کیا بات ہوئی؟"

"وہی کہو... جو میں کہہ رہا ہوں... وہ نہ تم... بُری
صیبیت میں پھنسو گے۔ اُنکے کافی ملائم اس کی جڑات
نہیں کر سکتا۔ ہندو آن لوگوں کا خیال ہماری طرف جلتے ہیں؟"

"تم حمیک کہتے ہو... لیکن پھر ہمارا کیا ہو گا؟"

"میری فکر نہ کرو... وُکے دعویٰ کو معاف کر
دیتے ہیں؟"

پھر یہ کام بڑی بھرپور تھا۔ عمان ان دونوں
کو بھالا گئے کے عینے پر جا کر بولا تھا۔

"یہ بھی... یعنی گاڑی کی بُجھی... بُس پیال سے سیدھے
جلے جائیں گا۔ اُنکے ایک عمارت سے۔ اُس کی کیا وہ میں
کھڑی ہلے کیا سب نہ دکھلی و بھی ٹھاکان اطراف میں
وہ دونوں خاموشی سے رُخت ہو گئے تھے۔

اس بارہی اور اُنکھم ساتھ آتے تھے عمان نے
پیروں کی چاپ سن کر ڈرے ڈرے سے اندھی میں چھپا۔

مانی شروع تک دی تھیں لیکن شاید وہ دونوں آنہ ہیرے
میں بیٹھیں دیکھ کر تھے کہ اب صرف ایک ہی آدمی درخت
سے اٹھا لکھا گواہے۔

اچانک اُس پر شاریق کی روشنی پڑی اور وہ زور
سے چنگا۔ اسے باب رہے گا۔

"لائیں... یہ اُنکھم کی اور اُنھی تھیں۔" کہاں؟"

"خدا کے لیے بھی چاہو۔" یعنی انھیا یا۔

"وہ دونوں کہاں ہیں؟" اسکھم دھماڑا۔

"اس صیبیت سے غایت دلاؤ تو بتاؤں گے۔
نہیں... بُری کی اُوارتھی۔ پڑھ مبتا فراہم!"

اپنے ٹھرپدی بھی اسی طرح آلام کرتے ہیں؟

"خوب... تو تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھ ایسا بڑا ٹھیں
کیا گیا ہے؟" اُنکی تھیج بھی میں بُوی۔

"صرف میں جانتا ہوں" میں بُول پڑا۔

"کیا جانتے ہو؟"

"تکہ نہیں اُنہیں سے سی دیکھ سکیں۔"

دفعہ فیکر اُنکھم کی چھٹھا سُنہانی دی۔ "تم وہاں کیا
کر رہی ہو؟"

لڑکی اپنے بڑی اور مرکزی عمارت کی طرف پہاڑ
کلڑی بھوپلی میں اسے وہ راست اختیار نہیں کیا تھا، جو
ذکر نہ کرو اور مو امتحان۔

"بُوشی اگر تم دعویٰ کو؟" اُس نے قریب پہنچ کر
لڑکی پر چھڑا۔

"تم دیکھ رہے ہو؟" اُنکے ٹھفرے پر پرواں سے بُولتا
اور اب تم بھی تباہی کے نیزی سے مانیں تھے۔

"لیلی نے تھک...؟" ٹھفر کے پیٹے میں چھپت تھی۔

"لیلی... کیا تم اسی کے لیے چڑھنے کے رکھنے پہنچ تھے؟"

"لایتھم نہیں تھے میں ہو۔ کل رات تھے پہنچے میں نے اُسے
کیا دیکھا؟"

"رُجھنے ہو... تم دونوں جس طرح ایک دوسرا کو
کھوئے ہو۔ اس میں شنا سانی کا انداز پایا جاتا ہے"

"میں بھت زیادہ وہی معلوم ہوئے ہو اُنکر۔" ٹھفر
ہے کہ میں اُنکا بھوپلی ہوں۔

"اس دعوے کی دلیل...؟"

"آہان نہیں دکھانی دیتا۔"

"تب تو ٹھیک ہی ہو گا؟"

"کیا ٹھیک ہو گا؟" میں کے پیٹے میں جھلک پہنچ تھی۔

"خا تو ٹھیک... اُنکی ادھر آرہی ہے۔"

عمان نے بھی اُسے دیکھ دیا تھا، اور خدا میں خالی اس
درخت کی طرف چلی آرہی تھی۔

"یہ جانے کا امکان نہیں تھا۔

"شام بڑی خوش کو اور بے ٹھفرنے لڑکی کو منی طلب کیا
لڑکی پر چھوپ بھی۔ اُنہیں بُری دیکھتی رہی۔

"نہ فتے ہمہا۔" بھان فوازی کا بہت پست شکریہ ابھم

حق سے عجیب سی آواز تکلی اور وہ اچھل کر دوڑ جائی اور عمران

نے دروازے میں ایک بڑا سانپ نے رنگ کا ہاتھ دیکھا تھا۔

وہ دروازے کی طرف چھپا۔ پہنچاہ کہ انہیں کم خدا کی طرف

دوڑ پڑا تھا لہلہ کی کھڑی چھینیں مار رہی تھی۔

”زندہ ہے... زندہ ہے“ وہ فتحی ہوتی مار چینا۔

لڑکا اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اگر فرش پر چلتے

پڑا گھری گھری سانپیں لے رہا تھا۔

اُس کی آنکھیں ہلکی ہنپتی تھیں اور وہ پانیں جھپکاتے

بیقری چھٹ کو گھوڑے پار رہا تھا۔

”ٹانکر... ڈانکر...“ لڑکی نے اس پر بھکتے ہوئے آوازیں

رسنے لگی۔

ڈانکر نے اس کا سامنے خاموش ہے کا اشارہ

کیا تھا۔

پہنچاہ مراد اسے آٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

”ارے وہ کہاں گیا؟“ لڑکی یک بیک پوچھ کر بولی۔

”اُس نے کھو دیکھا تھا، اُسی کے پیچے بھاگنا چلا گیا

ہو گا۔“ پہنچاہ کے کہا۔

”کیا دیکھا تھا؟“

”پیلا ہاتھ۔ کیا تم نے فہمی دیکھا تھا؟“

”فہمی... فہمی...“ لڑکی بولی۔

”ماں وہی ماں تھا میں پوسے یقینیں کے ساتھ کہ

سکتا ہوں؟“

الٹکھم اُسکے بھائی تھا۔ اس نے بھرائی ہوئی آوازیں

کہا۔ اگر میں اسے دیکھ دیا تو اس کا شر بھاگنا

وہ مزید کچھ بھی۔ والدھا کہ باہر سے کسی کاٹھی کے رکنے

کی آواز آئی اور وہ اس قسم میں اندازیں لڑکی کی طرف دیکھتے

گا۔ اس کے بعد شاید پھر اُن اسٹارٹ ہوا تھا اسی میں

علوم ہونے لگا تھا، جیسے وہ کاڑی سیدھی اسی کمرے میں

خٹی چلی آرہی ہو۔ ڈانکر بول کھل کر ہو گیا۔

انتہی میں دو طازم عمران کو ٹھیکنے بخوبی کمرے میں

داخل ہوئے آٹو موبائل اجنبی کی سی آواز داصل عمران کے

حق سے بیکل رہی تھی۔ پھر جیسے ہی طازم کے بڑیوں کی

سی چڑھا پڑتی ہوئی اس کے حق سے تکلی۔

”کیا ہے؟“ فائدہ اُسیں گھوٹا ہوا گھا۔

”یہ جھاریوں میں ٹھے، بخوبی موڑ کر طرح گھر گھرا ہے

کام کھانا ہمارے ساتھ کیوں یا“

”بہت بہت شکریہ!“

اس کے بعد عمران نے چپ سادھی انگوٹھی والی سے

چھا گیا تھا لہلکی سامنے ولے صوف پر یقین دراز عمران کو اور

کھلی آنکھوں سے دیکھ جا رہی تھی۔ اتنے تک پہنچ مراد اندہ

داخل ہوا۔

”تم کہاں تھے؟“ لڑکی نے اس سے پوچھا۔

”میکون کی تلاش میں فوراً جوک تھیں یا تھیں؟“

”وابس ہوئی یا تھیں؟“ لڑکی نے ہنس کر سوال کیا۔

”اب۔ والبیس نام ملکن ہے۔“ وہ حشمتی سانس نے کہ بولا

اور عمران کے قریب بیٹھ گی۔

لڑکی اسے بتانے لگی کہ سڑھ دوں۔ دلوں قیدی نسرا

ہو گئے تھے۔

”ڈاکٹرستھے غلطی کی... آنکھیں پولیس کے توارے کر دینا تھا؟“

پہنچاہ نے لگا۔

”لڑکی کوچھ بولی۔ وہ پھر ہلے ہی کے سے انداز میں

ٹران کو بھکھتے تھی تھی۔ عمران بول طلاق کی چھٹ کی طرف

دیکھ لگا۔

”اس طرح دیکھو!“ پہنچاہ نے لڑکی سے کہا۔ یہ کہوتی

ہے اس طرح دیکھو کی طرح حلقہ پھاؤ۔ لڑکی نے غصے

لہیں کہا۔ اور آئمکر دوسرے میں پھلی گئی۔

لڑکی کو کہتے ہیں والا تھا کہ ایک ملازم نے اکر کھانے

کے لکڑت میں چلنے کو کہا۔

کھانے کے بعد دوبارہ انگوٹھی تے پاپ سمجھا اور عمران

کو ٹھوٹا ہوا ہوا۔ تم کا بیوی نہیں تھا۔“

”والدین نے سکھایا ہی نہیں... میں بہت تالاق آدمی

اُہلِ قم گھوڑیں اسی بہت سی خامیاں پا دی گے!“

”کبھی ادیوں میں نہیں اسے ہے!“ لڑکی بول پڑی۔

”اُن کا کوئی ملابی نہیں ہے!“

”تم ہمیں کہتا تو مجھے کہیں آج تک کوئی نہیں ملا!“

”اُنہاں ادبوں۔“

”اُپر ہے...“ پہنچاہ بخوبی اسی طرح چاروں

کام ہمان ہے۔“ انگوٹھی پوچھ کر بولی۔ اگر تم چاہو تو سارے

بیہاں گزار سکتے ہو میں منزشوں کو وون کر دوں گا!“

”بہت بہت شکریہ!“ عمران کی آنکھوں میں تکشکے

آنسو چھکت آئے۔

لڑکا اس سے تاشرط ہوئی تھی۔ اس نے کہا۔

”میری گردن ٹوٹ جا رہی ہے۔ آتا رو... مجھے...“

میں ٹر رہا ہوں!“ عمران نے کھی کی تھی سی آوازیں کہا۔

پہنچ دیر بجا انگوٹھی کے طازم اسے درخت سے نیچے آتار

رہے تھے۔

تینیں پر تقدم رکھتے ہیں وہ لٹکھڑا اور ڈھیر ہو گیا۔

انگوٹھی اسے انھوں کے غارت میں لا یا۔

عمران نے اپنی بیوی پر ہوشیار کی اور ان دونوں کی

کھنکھنستارے لے لی۔ کہہ سر جی تھے۔ میں بہت بُجھا ہوا ہے کہ بنت

ذبائے کوں ہے اور کیا بتتا چھر رہا ہے؟“

”ہوش میں آئے دھبا سی طریقہ ہے گا!“ انگوٹھی کا

عمران نے اس کے لیے میں بُجھی مدنی حصہ کی تھی۔

پھر دیر بعد وہ بوکھا کر نہ صرف اٹھ سپیٹا، بلکہ وہاں

سے تکل بھائی کی کھشش بھی کر دیا۔ انگوٹھی کے جھپٹ کر کے

پکڑ لے۔

”میرا... بیجاو... بیجاو...“ عمران چھین گا۔

”اسے اب بہتر نہیں آ جاوے وہ سبب ان سے مار دوں گا!“

”کیوں... کیوں...“ کہ بُجھی ہوئیں کی طرح اس کی

شکل دیکھنے گا۔

”وہ دونوں بچوں کہاں گئے ہیں انگوٹھی کے جھوٹ کر دیا۔

”تھی... جو...“

”مُورستہ ہے تھیں ملؤم ہوتا“ لڑکی بولی۔

بھائی کی کھشش کی تھی۔ میں نے سزا کے طور پر انہیں اٹھا

ٹکڑا دیتا تھا!“ انگوٹھی غرابی۔

”خوف زدہ می اوار میں بول۔

”مُورستہ ہوئی تھی اسی طرح اس کا جھوٹ کر دیا۔

”بُجھی ہوئی تھی اسی طرح اس کے لیے تھی۔“

”بُجھا... بُجھا...“ ایک گلاس پانی... میرا فرم لھٹا جا رہا

ہے۔“ یہ عمران ہٹکا کر بول۔

پانی ٹھوٹا گیا۔ عمران اسی طرح چاروں

طرف دیکھے جا رہا تھا جیسے انگوٹھیوں پر تینیں میں آرٹی ہوں۔

پانی پی کر وہ یک لخت بونے کا ٹھکانہ تھا۔ اُن کی جگہ پر شکری تھی۔

آئی تھی کہ شام کو ہلتا ہوا اور حصہ اٹھا لگتا۔ اُن دونوں کو...

دلخت سے شکادیکر قریب سے اُن کی خیریت معلوم کرنے

کی نوجی۔ وہ میری خوشامد کرنے لگا کہ انہیں اس مصیبت سے

خاتا دلاؤں ہیں تھے پوچھا کہ مصیبت آئی ہیوں؟“ پوچھیے یہ

ڈاکٹر انگوٹھی پاک معلوم ہوتا ہے۔ یہ نوہ خواہ پتے تو کروں کوں

کھلی۔ اور کیا بیکیں باندھ کر لٹکا دیں کہیں تھے؟“

”تم اسے تکھے کہے کیوں ہو؟“ انگوٹھی کے ساتھ تھے۔

”لڑکی کے ساتھ تھے۔“

”تم کہاں سے قیام پڑھ دیجیے...“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”قابیل سے“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

”بُجھ پر ڈھکی کیا تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا!“

کی منتظر ہی۔ انہیں بھتھتے ہی سوچنے سے ابھٹھتی۔
فطی بات تھی کہ روشنی سب سے پہلے داکٹر انگھم پر
حملہ ہی کا ذکر کرنے۔

مسز گون ہوتے زیادہ پریشان نظر آئے گئی تھی۔ ایسا
معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہوں میں مناسِب الفاظ
نہ مل سے ہوں۔

روشنی خاموش ہوئی تو انگھم کی سیکریٹری نے کہا۔
مسز گون اداکٹر کے ہے۔ اب میری زندگی کا کوئی اعتبار
نہیں ہے۔ پتا نہیں کون ہمارے پیچے چل گیا ہے۔ لہذا آپ
کی امانت واپس کر رہا ہوں۔

خاموش ہو کر اُس نے اپنے پس سے ایک منقص چوری
ڈبائی اسما۔ اور مسز گون کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہو... اچھا!" مسز گون چونکہ کہ مخفی بڑھا ہوئی
بوجی میں تو جھول ہی کی تھی۔ اُس نے قبائلے کو متین پر بڑھا دی۔

"اچھا اُس جاہری ہوں یعنی نے کہا اور دروازتے
کی طرف نظر نہیں لی۔

"ایکیسے ہے؟" عمران پر کھلا کر بولا۔ "انھیں میں
وہ اُس کی طرف دیکھ کر منکرانی اور آگے بڑھنی پلی گئی۔
میں اسی روشنی پر اُس آرہے ہے۔ عمران نے ٹھنڈتی
سافس لی۔

"کیوں؟" روشنی نے اُسے گھوڑ کر پوچھا۔
"پھر دیر بعد یہ یہ چاری داکٹر کی لاش کے پاس
تھا ہوئی۔"

"خاموش ہو؟" مسز گون خوف زدہ لیے ہیں جیسی۔
"اس دلکشی میں کیا ہے؟" روشنی نے پھر دیر بعد مسز گون
پر بچھا۔

"گلوہ مہندی؟"
میگر تم قزوں راست استھان نہیں کرتیں؟"

"نہیں کرتیں۔" بہرہست مناسِب وقت پر میرے
پاس پہنچا ہے۔ مسز گون نے دھا اٹھا کر روشنی کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔

فُٹے میں قدمی شرقی طرز کا ایک طلاقی گلوبتہ تھا۔
عمران بھی دو بیٹھا اُس کے انھیوں سے دیکھتا رہا۔
"وہ سال پہلے بات ہے۔ مسز گون ٹھنڈی سا سس
لے کر بولی۔ ایک جو گئے تو گوہن کو خفثت دیا تھا اور کہا تھا۔

"میں تھا رے جب تے ڈھیلے کر دوں گی، ورنہ خاموش ہوئے۔"
ابھی بات ہے انگھم اور جو دُس کے کسی مشکر کر دشمن کا
نام بتاؤ؟"

"مسز گون ہی اس پر بھی روشنی کی دال سے کی گئی۔
آما... ہمارے پیچے بھی کوئی کاٹری ہے۔ میں تم اسی
رفتارتے چھتی رہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ تم کسی خاص تجھے پر بیٹھ گئے ہو۔"
ایک بیٹھ پر بیچا ہوں کہ تیل مسز گون سے زیادہ
خوب صورت ہے؟"

"شُت آپ؟"
مسز گون کے فام میں ہنچ کر روشنی کے گاڑی روک لو۔
ابن بند کر دیا۔ پھر وہ گاڑی سے اُسی رہتے تھے کہ دوسری
کانی بھی وہیں آ رکی۔

"میں غلطانہی رنگ کرنے آئی ہوں۔" دوسرا گاڑی سے
انگھم کی سیکریٹری کو تینیاں آوازیں۔
اوپر وہ گاڑی سے اُنکر ان کے قرب آکھ لی ہوئی۔

"بھرتے تھا سے سماحتی سے کھلی بُردا تباہی میں کیا؟" اُس
نے روشنی کو مخاطب کر کے کہا اور اسے لٹکنے کی وجہی داستان
ڈبی اڑی جو عمران سے سنی تھی۔

"اچھا... تو یہ خود تمہاری حافظت تھی؟" روشنی نے شفہ
پیش میں عمران سے کہا۔

"جیسے کہا معلوم تھا کہ وہ مجھے ہی نہ کہ کہ جاں گھنیں گے؟"
اُور چھوٹ مسٹبتے دیکھا کہ اُسی میخوں ماہنگتے داکٹر

کا خاتمہ کر دینے کی بھی کوئی کوئی ساش کی۔ لہلی ٹھنڈی ساش، لے
کر بولی۔ اسی صورت میں بھی سوچا جاسکتا ہے کہ اُن دو قلن
کا اُس بارہتھے ضرر کوئی تعلق تھا۔

"والا ہمی طے کار ہو گا... دوسرا تو کافی خوب صورت
شا یا عمران نے اپنی لڑتے ظاہر کی۔

"تم واقعی بالکل حق ہو؟" لڑکی جھنجلا گئی۔
"خاموش ہو؟" روشنی نے عمران کے شانے پر بیٹھ
باڑ کر کے۔

"اور ہم... میں مسز گون سے بھی ملنا چاہتی ہوں؟"
لاری بولی۔

"اندر چوں؟" روشنی نے عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
وہ سنگ روم میں آئے۔ مسز گون شاید روشنی کی دلی

"ہاں نیلا نام تھا؟ پتی مراد بولا۔ قم براؤ کرم اپنے سماحتی
کو یہاں سے لے جاؤ۔ ہم سب پہت پریشان ہیں؟"
"نیلا نام تھا تو ہم سب کی پریشان ہے؟" روسنی نے ...
خوف زدہ میں آواتریں کہا۔

"اس کی بات پر بھیں تو کرو۔ یعنی انگھم کی طرف ناٹھ
انٹا کر لے جاؤ۔" میرا کہا ہے کہیں نے اسے مرتبے دیکھا تھا۔
اگریں نے بے خاشاً اُسی چھلانگ نے گانہ ہوتی تو...
یقیناً اس وقت میں، ہم سے "رسن" ہوتا۔

"مُم... مجھے چوہیاں سے! عمران، روشنی کی طرف
دیکھ کر گھنیا۔

"چوہا ہو؟"
انھیں سے میں پیدل نہیں یافت گا؟"
کاٹی لانی ہوئی۔

وہ دوپن تھا باہر نکلتے تھے کوئی نہیں رخصت کرنے
کے شے گاڑی بھٹکنے آئی تھا۔

والپسی پر روشنی کے پیچھا کیا تھا؟ کیا تم کم دیختے سے اُسے
لٹکا دیجئے گے تھے؟"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"
مسز گون کے ایک مسلمانہ تھے بتابا تھا۔ اسی نے تو
دوڑی چیلی آئی تھی۔

"اہ... تم جو ڈاٹکار دیکھنا چاہی تھیں... اسی روز
بپاکی ہو گئیں گے؟"

"یہ یا ہو رہے ہیں؟... خاموش رہو؟" روشنی نے آئے بڑھ
کر عمران کو جھوٹتے ہوئے کہا۔

"ھم... ھم... گھر پہنچا۔" اُنکی بڑھ کار میں توکی رہے۔
ہونٹ بھیج دیکھ لیں۔ میں بڑی طرح کا پیسے جا رہا تھا۔

"ڈاکٹر؟" روشنی میں انگھم کی طرف مڑ کر بولی۔ "تم نے اچھا
نہیں کیا؟"

"میں نے بھی نہیں کیا۔ میں خود مرتبے تھا ہیوں؟"
پوری بات کیوں نہیں بتاتے؟

"بھپر بھپر اُسی نیچے ہاتھ نے گھم کیا تھا۔ یہ کہ کہ جاہا
پھیا ہوا ہے ایسی ہی آوازیں نکال رہ تھیں۔"

"نیلا نام تھا...!" روشنی کے چہرے پر حیرت کے آثار
لکھا۔

تھے؟ ایک توکر بولا۔

اس الٹاٹا کے بعد عمران نے بھروسی حرکت شروع کر دی۔

سبھی انکی کا اواز نکالتا اور بھی طارن کی۔ اس کے باوجود

بھروسے پر بھلکی سمجھی ٹاری تھی۔

"شاید خوف کی وجہ سے اُس کا داماغ الٹ گیا ہے...?"

پتی مراد نے ڈاکٹر کے ہاتھ میں کھڑا کر دیکھا تھا۔

"اگریں نے بے خاشاً اُسی چھلانگ نے گانہ ہوتی تو...
وہ اُسے پرتوشوں نے نظر میں دیکھا تھا۔

معلوم ہوا تھا جیسے داکٹر اپنی پیٹا بخول ہی ہو۔

"اے چپ کراؤ... ورنہ میں بھی پاکل ہو جاؤں گا۔" داکٹر

نے خوف زدہ سے بھی میں پتی مراد سے کہا۔

ٹھیک۔ اسی وقت یہ سے طازم تھے مکرست میں داخل ہو۔

کری خاتون کی آمدکی الٹاٹا دی۔

"اے سنگ زروم میں بھاؤ! اُنکی بولی... بیکن قیبل

اس کے کہ ملائم والپسی کے لیے فرماتا روشنی آندھے میں آئی عمران

بدستور آٹو موبائل اپنے بخواہا۔

"یہ... یہ... یا ہے؟" رہنے سے ان سب کو گھوڑتے

سماحت کوئی برا بستاؤ ہوا ہے؟"

"خدا کے لیے اسے ہیاں سے لے جاؤ؟" فاٹک، عمران کی

طرف پر تھا۔ ٹھکر بھڑا کی جو ٹھوکی آفیز میں بخول ہو۔ ورنہ تم سب

بپاکی ہو جائیں گے؟"

"کس لڑکی کے یہے؟... خاموش رہو؟" روشنی نے آئے بڑھ

کر عمران کو جھوٹتے ہوئے کہا۔

"اچھا... ھم... گھر پہنچا۔" اُنکی بڑھ کار میں توکی رہے۔

"آج ملات اُسے پار کر لائیں تو کیسی رہے؟"

"بھجوں سمت کرو۔... ورنہ ہاتھ پر تھکر کیا قہر ہے؟"

"انگھم نہ ناچکا ہے۔ اس نے زیادہ میں بھج نہیں جانتا۔

ہاں تو وہ لڑکی..."

"شُت آپ!... میں تمہیں بخول ہیں بتاتے؟"

"بھپر بھپر اُسی نیچے ہاتھ نے گھم کیا تھا۔ یہ کہ کہ جاہا

پھیا ہوا ہے ایسی ہی آوازیں نکال رہ تھیں۔"

"نیلا نام تھا...!" روشنی کے چہرے پر حیرت کے آثار

لکھا۔

"میں ہیں جاتا ہو؟"
"تو پھر ہیاں کیوں تلتے ہو؟"
"نیچے باختی کہانی سنئے اور ان دونوں سے متفق ہلووات
ساحل کرنے... نیلا جو ڈاکٹر المک کی طرف پہنچا تھا اور وہ
دونوں نالائق بھی درخت سے اٹا لٹکا کر میری کامائی کے جملے"
"آخر بھروسہ کیا ہو رہے ہے؟" ستر گوہن لے خوف زدہ
بچہ میں دل اندازی کی۔

"میں رجڑوں کی ہوت سے متفق تفتش کر رہا ہوں جسے
مولوم ہوا ہے رجڑوں اور ستر عران کی بات کر رہا ہوں"
کے درست تھے اور یہاں آتے رہتے تھے:
"جی ہاں... وہ میرے درست تھے"
"رینا لوئیز کے سامے میں آپ کا یادتھی ہیں؟"
"بی ہی کہ وہ میں کی سیکریٹری تھی"
"آخری بار آپ اُس سے کہ میں تھیں؟"
"کوئی پرندہ دون پہلے کی بات ہے"
"کیا آپ کو کوئی نے بتایا تھا کہ وہ اُس کے کچھ کافیزات
کے بھائی ہے؟"

"پرندہ دون پہلے دونوں سماحتی یہاں آتے تھے۔ اس
کے بعد کسی سے بھی میری ملاقات نہیں، توئی تھی"
"ہوں... اب تم میرے سماحتی تو؟" فیاض نے عران سے کہا۔
"تمہارے سے کئے نہ حاصل کوں گا؟"
"کیوں...؟"

"میں یہاں چھپاں گزار رہا ہوں۔ کیونکہ سپاہن کے طابت
پیسے کرنے کے قابل ہیں رہا۔ کچ آخا ختم کل می ختم اور پرسوں
موہگ کی دال؟"

"میں تم سے صرف اُس باختی کے بارے میں پوچھتا چاہتا
ہوں۔ تم اس وقت الحکم کے پاس ہی موجود تھے، جب اُس
پر چلہ ہوا تھا؟"
"اب کیسی طبیعت ہے اُس کی؟"

"بُری طرح نہیں ہے؟"
"میں نے دیکھا تھا... وہ صرف ایک باختی تھا، الحکم پر جلد
کرنے کے بعد فہاشی تھا۔ تھا بہر پھیلے جو کئے اندھیرے میں تم
ہو گیا تھا؟"
"صرف باختی...؟"
"اکثر تم ان دونوں کا پہنچ سامنہ ہیں کرو دیا تھا؛ اُس
لہیں کے تولے کیوں نہیں کرو دیا تھا؟"

کی طرف دیکھتا ہو اولاً۔
"ڈاکٹر المک نے اٹا لٹکا کر کامیابی کے لارڈ شی
نے خوش گواری پڑھ کر کہا۔

"یہ نہیں اور غفرانی کی بات کر رہا ہوں"
"میں ان کے سامنے میں کہہ ہوں جانتی"
"کیا ہو دنوں آپ کے پہنچے شناسائیں ستر گوہن؟" فیاض
اُس کی طرف مڑا۔

"میرے دنوں نام نہیں"
"میں میں اور غفرانی کی بات کر رہا ہوں"
"روشی سے پرانے تھفات میں ستر عران ہی باریہاں
آئے ہیں"

انتہی عران ڈرائیکٹر نہیں میں داخل ہوا۔ وہ براں
تبديل کر چکا تھا اس ایک سرپریز آدمی کی طرف فیلڈ ہیڈ
بی سر پر چاہ کر تھی۔ اندر ہنگ کو گھٹ ہیٹ اٹھا تھا جو کسی قدر
نہ ہوا... اور چھپر پیغام بردار ہوا کہ اس اسنینہ طرف بڑھا جس
پر فوپیاں شکل کی جاتی تھیں۔ فیلڈ ہیٹ بڑے سیلے سے لٹکا کر
نیا نیا طرف مڑا۔

"تمیں یہ سچے پھر ہے ہو؟" فیاض غزا یا۔
"جن راستے پر تم نے ڈالیے آنھے بندر کے دروازے
رہا ہوں؟"

"کہا مطلب؟"
"یہ پھر بتا فل کافی الحال تھا یہاں اپنی آمد کا حصہ تھا؟"
"اٹھریں اور نہیں؟"
"وہ دونوں بھے اٹا لٹکا کر فرار ہو گئے۔ عران یا میں اسکے
ماں کے لیے"

"سوال ہے کہ چڑوں کے گھر ان کی موجودگی کا کیا حصہ تھا؟
وہ دونوں وہاں پہنچ راؤ کی تلاش میں گئے تھے؟
کیوں...؟"

"میں نے اُن سے کہا تھا کہ وہ کی ایسے آدمی کی تلاش کریں
اُن کی آوارہ تھاری آواز سے میں بدلی تو اور اُن کو ڈاکٹر ٹکم کے گھر
اپنے ہو گھومتے ہو گئیں کیا ہو گا کہ پیار دیالک جاری ہی طرح
اپنے ہے؟"
"میں نے دھیان نہیں دیا۔" فیاض نے پر اسامنہ نہ کر کہا۔
"اکثر تم ان دونوں کا پہنچ سامنہ ہیں کرو دیا تھا؛ اُس
لہیں کے تولے کیوں نہیں کرو دیا تھا؟"

"میں تھیں دشواریوں سے تھا اُن کا ہوتی ہوں۔ اسی لیے اس
کو سماحتی تھی؟
مسٹر گوہن کے چہرے پر کچھ عکس کے آئا تھے۔ ایسا معلوم
ہوتا تھا، جیسے وہ ایک طوطے ہوئے پچکار ہے ہو۔
"یقین کردی... یقیناً سے یہ اپنی زندگی اس سکھ دادا
پر لٹکا دیں گے۔" روشنی نے کہا۔

عران نے ٹوکونہ روشنی کے ہاتھ سے لے لیا تھا۔ اور
اُسے اُنثی بلڑ کو دیکھ رہا تھا وہ قم ایک ملازم نے کر کے
میں داخل ہو گرہنے کے لئے کہا۔ یوں یوں۔
اس سے پہنچا جو کھنکی کی کاری کی اواز تھی۔ ملازم
عران کی طرف توجہ تھا۔

"شاید وہ مجھ پر چھپ رہے ہوں گے۔" عران نے ٹوکونہ کو
پہنچا کی جیسی میں ٹوکنے کو تھے کہا۔
"جی ہاں؟" ملازم تھے تھا۔ دیا مسٹر گوہن پہت زیادہ
بھروسک ایسی۔
"یہ کام کی پاس پہنچ گھی ہے اس نے" روشنی نے کہا۔

بھی ہی سوال کرنی ہے۔
مسٹر گوہن کوچھ دشواریوں رکھ رہا ہے؟" ایک ماہ پہلے کی
بات ہے الحکم اس کی قتل تیار کرنے کے لیے مجھ سے عاریسا
لے گی تھا؟
"کیا اسے یہ بھی حلوم تھا؟" اس نے "روشنی نے کہا۔

ہے؟" عaran نے لو چکا۔
"ماں... جوئی کی بھی، ہوئی پاٹیں سب کو تباہی ہوں۔"
عران نے ہونٹ پیچنے روشنی کی طرف دیکھا۔
"تو ہر حال اب تم اتنی پریشان ہو کہ اس کی جاذبی
میشیت آڑھاؤ گی" پر روشنی نے کہا۔
"کیا فطری اصرہ ہو گا؟" ایسے حالات میں آدمی ہو گوں

ہماروں کی طرف بھی پہنچے۔
کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کیوں پریشان ہو؟"
روشنی نے مسٹر گوہن سے اُس کا تعارف کرایا۔
"میں ڈاکٹر ٹکم کے پاس سے آ رہا ہوں" فیاض پوچھا۔
"میں... مجھے اطلاع ملنی سے کہ اس پر کسی اُسی پر اسرا

ہم تھرے ٹھل کیا تھا۔" مسٹر گوہن کی اُوار کا پس پر ہی طبق۔
"مجھے صرف اُن دو ایزوں سے سروکار ہے... جنہیں
ڈاکٹر ٹکم نے درخت سے اٹا لٹکا کر کھا تھا۔" فیاض روشنی

پر گوہن جاڑوی اخوات رکھتا ہے اگر کی ٹورت پر مصروفی کا
نہیں ہو رہا ہو تو وہ اس ٹکونہ کو ہیں لینے کے بعد ان سے
مفتوحہ رکھتی ہے۔
"ارے مجھ پہنچا دو" عمران پکاپاں ہوئی ادازیں بولتا۔
"وہ کے مارے میرا دم تھا جاہار ہے۔"
"اس سے کوچھ دشواریوں رہے" مسٹر گوہن جھلانگی اور عمران
نے دھلفوں پاٹھوں سے اپنا مذہب دیا۔

"پہلے بھی اسے کبھی آزمایا ہے؟" روشنی نے پوچھا۔
"نہیں... میرے لئے قم لوادر نہ سے تھا۔" دادر
اٹھا کر کے کھوچنے بھی رکھتی ہوئی۔ لیکن اب سوچتی ہوئی کہ
مجھے اسے استھان کرنا چاہیے۔
"ایک منٹ" عaran نے اٹھا کر بولा۔"ڈاکٹر ٹکم
کے پاس نے پہنچا تھا؟"

"میں اُن کوں تھم دخل اناہنی مت کرو" مسٹر گوہن
بھروسک ایسی۔
"یہ کام کی پاس پہنچ گھی ہے اس نے" روشنی نے کہا۔
بھی ہی سوال کرنی ہے۔
مسٹر گوہن کوچھ دشواریوں رکھ رہا ہے؟" ایک ماہ پہلے کی
بات ہے الحکم اس کی قتل تیار کرنے کے لیے مجھ سے عاریسا
لے گی تھا؟
"کیا اسے یہ بھی حلوم تھا؟" اس نے "روشنی نے کہا۔
ہے؟" عaran نے لو چکا۔
"ماں... جوئی کی بھی، ہوئی پاٹیں سب کو تباہی ہوں۔"
عaran نے ہونٹ پیچنے روشنی کی طرف دیکھا۔
"تو ہر حال اب تم اتنی پریشان ہو کہ اس کی جاذبی
میشیت آڑھاؤ گی" پر روشنی نے کہا۔
"کیا فطری اصرہ ہو گا؟" ایسے حالات میں آدمی ہو گوں

ہماروں کی طرف بھی پہنچے۔
کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کیوں پریشان ہو؟"
مسٹر گوہن پچھلے کوچھ کہنے ہیں اور ایسی تھی کہ روشنی نے
اٹھا کر بولی تاب پر ڈھنک کے سوالات کر رہے۔ اس
لہیں کا ساتھے کہ تھاری پریشانی رفع ہو جائیں۔
"کیا مطلب...؟"
"اس ہی کھوکھ کی بھی مجھے کسی جاڑوی گرستھ تھا۔"
"میرا شاقِ مارا تو اس مسٹر گوہن میں بھی میں بولی۔"

دے روزگاری سے نجات دلانے والی
لینینیکل کمپنی میں

نام	قیمت	توضیحات
کارپوک	۲۵/-	جیدید ایلکٹرک
کارپوک	۲۵/-	وارنگ
کارپوک	۲۵/-	ریڈ پوکا میٹل
کارپوک	۲۵/-	موڑواسترنگ
کارپوک	۲۰/-	ایلکٹرک کیس ویلرنگ
کارپوک	۲۰/-	مچیوٹر کا سینٹ
سازی	۲۰/-	حدید صابن سازی
سازی	۲۰/-	پلکنیکل طانسفارگا میٹل
سازی	۳۰/-	حدید طھری سازی
سازی	۳۰/-	پلکنیکل ایپلی فارکا میٹل
سازی	۱۵/-	توپرل اخن کا میٹل
سازی	۳۵/-	پلکرول اخن گا میٹل
سازی	۱۲/-	۷.۷ ریپر کا میٹل
سازی	۳۵/-	کلر ۷۷ سخا میٹل
بنا	۱۲/-	موم بنی و حکلوئے بنا
سازی	۱۲/-	آئینہ سازی
سازی	۱۵/-	حدید موڑز کا سینٹ
سازی	۱۲/-	موڑز رائوری کا میٹل
سازی	۱۵/-	فروٹ اگرائی
سازی	۳۰/-	دیکی اسی، آرسوس کا میٹل
سازی	۳۰/-	ٹسب، ریکارڈ کا میٹل



کارا سمارٹ ہو کر سزگوں کے فارم کی طرف مُڑی۔ شاید
بھی پوتھی راستہ بھی طے نہ کیا ہو گا اور بائیں جانب والی
چھار بلوں کے سلسلے سے ایک فائرٹو اور کاربُری کا چھلا
نائزد ڈھا کے سے ساتھ برست ہو گیا۔ کاربُری روک دیتی پڑی۔
ساتھی خیال بھی اتنی روشی تھی کہ انکا بھتی بھتی ہے۔ لہر کی نئے یہ
اترگی روشی کی اتنی اچھی نہ تھی اور انہیں اپنے ہوا
احوال دیکھنے پر پھر تھی کہ لیکن اس کے بعد کوئی فائزہ نہ ہوا۔
روشنی اور خیال کاڑی سے پکا درود بھسک کر چھار بلوں
میں جا چھپے تھے۔ تاروں کی پھاڑوں میں کاربُری نظر آرہی تھی۔
اس کے آس پاس کوئی موجود ہوتا تو وہ بھی دھکانی دے
جاتا تھا۔ لیکن روشنی سورج رہی تھی کہ اگر کوئی مخالف سمت سے
گھنٹوں کے مل چلتا ہو اکاڑی سکھ پہنچے تو انہیں کافوں کاں
خپڑہ ہوگی۔ اس نے اہمتر سے اپنا خیال فیض پر بھی ظاہر
کر دیا۔ لیکن فیض بنے مس و حركت بیخمار ہے۔

فائز اور ماضی پھنسنے کی آواز ہی تے عمر ان کو اُس کی طرف
متوہج کر دیا تھا اُس نے اپنائی بدل دیا اس سے پہلے
وہ گاؤں کی کسی اسلامیت ہونے کی آواز بھی سن چکا تھا۔
پھر وہ تھیک اس وقت دہلی پہنچا جب ایک تحریک رایہ
چمکا ہوا فیاض نی گاڑی کی طرف رکھر کام تھا عمر ان نہایت کی
کو صرف ایک ہاتھ سے سنبھال ہوئے ہی ہے کہ بل رینگتا ہوا
سماں کی طرف رکھنے لگا۔

کاریزی سے سال کا فاصلہ بمشکل ایک فٹ رہ گیا ہو
گا کہ عمران نے اُس کے سر پر نایابی گن کے دست سے وار کیا،
جو افراحت کے کی درازی غلطی کی بتانے پر تھا تھا گیا۔ سایہ اُنٹ کر
اُس سے پیٹ پڑا تھا نایابی گن عمران کے ٹھاٹھے جھوٹپڑی۔
”اللَّهُمَّ أْنِّي بِنُورٍ مَكَّتُ وَبِنُورٍ مُقْتُلٌ“
اُس کی رُفت کا تو اُمرتے ہوئے کہد
”لَهُمَّ إِنِّي بِمِنْ يُوحِدُهُوْ“ دوسرا طرف سے نیافں
کی آواز آئی اور اللہُم کا حملہ پیٹ سے بھی شدید ہو گیا... یہ
دلوں تو ٹکھے ہی ہوئے تھے۔ فیض بھی اللہُم سے بچت گیا۔
”تَمَسِّطْ جَاؤْ فِي امْ“ ؟ عمران بولा۔
”بےِ دوقوی کی باتیں بن کر دے!“ نیافں نے کہا۔
حالانکہ حماقت نیافں ہی سے سرزد ہوئی تھی۔ پیٹ

"اچھا تو سنو!... کپٹن فیاض!... بیس بتاتا ہوں کہ سڑگوں
کڑھی بھی عساکر ہوں اکی تنیم تے علّق رکھی ہے جو دنیا پر
صہوں غلبے کے خلاف جدھو جدھو بھی ہے"

"ست... تم کیا جاؤ؟ سڑگوں بوجھلا کر بولی۔

"تمہارا اتنا ہی کہنا کافی تھا... کہ تم ایک محنت وطن...
عیسائی ہو، صہو نیت ساری دنیا پر اسی بالادستی چاہتا ہے۔
اس کے خلاف کام کرنے والی کوئی محنتی نیتیم ہماری دشمن
نہیں، ہو سکتی یا

"لیکن یہ کشت و خون...؟"

"تم فی الحال صرف یہاں میز سے سرو کار کووا... جب تک
اللّم ہاتھ مذاچا جائے تمہاری پورٹ میں سڑگوں کی طرف ہا کا
ساشارہ بھی نہ ہو ناجائز ہے"

"ہوں... اچھا... لیکن تم علیحدگی میں کیا بتیں کہنا چاہتے
ہے...؟"

"اب کچھی نہیں... جو سڑگوں سے ستانچا ہتا تھا خود کہہ
چکا ہوں۔ تمہاری وہ قورس ابھی تک نہیں بچی۔"

"چھر بٹ کرتا ہوں یا فیاض کہتا ہوں فون کی طرف
بڑھاہی تھا کہ پتی سارا اندر گئیں آیا اس کے سارے کپڑے
پھٹے ہوئے تھے اور جگہ جگہ تھے خون رس رہا تھا۔
وہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لیکن وہ صرف

عنان کو گھوڑے چارتا تھا۔

"ست... تم آخر بھائی بلا بلا؟ وہ بالآخر بولا۔

"اندر فی پتی!... تم اپنے تکہاں تھے؟"

"جمماڑیوں میں بچپنا پھر رہتا تھا اور باہر تاریکی میں
جھینگ جھائیں جھائیں لیے جا رہے تھے"

لیکن کہاں پر جانشی اختیار کری۔

سرو ہوئے اس سبقتے اور غفرت سے گھوڑے چارتا تھی۔

استیں عنان کی آوارہ ستانی دری میں آرہا ہوں کہیں
کیا شاپکتان صاحب؟"

ہر وہ اندر آیا تھا۔ کپٹن فیاض نہیں کہا گیا اس سے
شاپکتان صاحب؟

"لوک...!" عنان نے پڑے شرمیتے انداز میں کہا گیا
اپنے پل کو خرا رکھ کر کہا "کیا تم بتا سکتی کہ اسکا

اپنی بولی ہو سکتا؟" فیاض جھلکا کر بولا۔

"... تمہارا ماتحت زخم ہے۔ اس کے لیے فرش ایڈ

لے بولی سافی لے کر کہا۔

سڑگوں سے کوئی بلادی نہیں سکتا تھا ایاد

لکھ کر قون کسی کے نیڑا نہیں کرتے تھے۔

"ہیلو...!" اس نے ماڈھیخی میں کہا "میں سڑگوں

میں نہ آنا چاہئے میرے اس کی نیتیم کے بارے میں تم بہت

کچھ معلوم کر سکو گے" عنان نے پہنچتے چاٹک کر دیا پر جھلکا

لکھا، ساچھہ ہی ایک فائر ہو گیا۔ گولی سامنے والی الماری

ہا کا ہے پوسٹس اس کے پیچے ہے۔ اس کی تفصیل پھر بتائی

پھر وہ ریپرے سے اچھل کر دروازے کی طرف پہنچاتے

اے کی" میں پھر ایک فائر ہوا اور بارہ سے ایک چیخ نہیں دی۔

فیاض بھی بوکھار کر باہر نکلایا۔ ٹھوڑے ہی فاصلے پر اس کا

ایک ماتحت زخمی پاٹھا۔ اس کے دامنی پر ٹھوڑے ہی فیض

اور دوسرا اسٹا اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اُس نے ہٹھی سے اندر فائر کی تھا، دوسرا ماتحت

اے چھوڑ کر اٹھا کووا بولا۔ ہم پوری طرف جو گوس سے جناب

اے پکڑنا چاہیے میں وہ دوسرا فائر کے بھائی گیا۔

فیاض نے یہ بھی دوسرے چاروں طرف اندر گھرے میں گھوڑا

لکھا۔ عنان کاہنیں پستانے تھا روشی بھی باہر نکل آئی۔ فیاض

کا رخی ماتحت اٹھ بیٹھا تھا۔

"اُس نے رینا بار فائر لیا تھا" روشی بھرائی ہوئی آدمی

میں بولی "وہ پاکی کی دن اپنی جان مزدوں نہ گئے گا"

"چلو... اندھلچو!" فیاض نے اپنے زخمی ماتحت کو سہا

دے کر آگئے بڑھا تھے ہوئے کہا۔

ابھی تک وہ فورس نہیں بینی تھی، جس کے لیے اس

نے سڑگوں کے بیہاں سے پیدا کو اور کو قون کیا تھا۔ دینا فرڑ

پر بھی سسکیاں لے رہی تھی۔

فیاض نے اس کی طرف توجہ دیے بغیر تایگی میں اٹھائی اور

باہر نکل کر بارہ سے کی لائٹ آف کر دی۔ اس کے بعد... وہ

بول چاہا۔

"یقین بھیجیں ایں ایک محنت وطن ہوں۔

بیہاں کی تھرست رکھی ہوں اور بھی صراحت میں ہے، میری تیم

بھی ملکی مفاد کے خلاف کچھ نہیں کر رہی ہے۔

"یہ... یہ جھکڑا بھی غیر قانونی ہے"

"کپٹن فیاض...!" دفعہ عنان نے ناخوش گواریجی میں کہا۔

"بڑھ کر نہیں... میں تمہیں خود کشی ہیں کرنے دوں گی"

"یہ کوئی سیری زیبان ہیں نہیں طلوا سے کاٹ رینا وغیر

وہ خواہ نقوہ ہمارے شبہات کا شکار ہے" عنان کے سڑگوں کی طرف

غمراہ کے خاموش ہوتے ہی فیض میں سڑگوں کی طرف

مڑا۔ آپ کو کس بات کا نجہ تھا اس یہ؟"

"میں میں جنور ہوں میں کچھ سی نہ تسلیکوں ہیں"

"تو گویا آپ ایک مجرم کا حقفہ کرتا چاہیتے ہیں؟"

"یربات نہیں... میں اپنی تیم کے سربراہ کی اجازت کے

بغیر ایک لفظ بھی نہیں تھا۔ نہیں تھا سکتے"

"اوہ...!" عنان اسے گھوڑا بھاولہا لایتا گلکم کسی دوسرا

تیم کی تیم سے تعلق نہیں" یقیناً! یہ تو اپنے ٹھاہر ہوا ہے دس رپلے ہی بھا جاتا

ٹھاکر دہم، ہی میں سے ہے؟"

"کر نیل اور پرچم اس آپ کی تیم سے متعلق تھے؟"

"ہاں... اس حد تک میں بتا سکتی ہوں کہ رینا اور لگم کی چوری چھپے ملا تو اس سے میں نہیں تھا اندھا کھا تھا۔

کی چوری چھپے ملا تو اس سے میں نہیں تھا اور وہ رینا پر کڑی نظر کھنے

گھا تھا۔ اللّم نے تو سی طاہر کرتے کی کوشش کی تھی کہ عورت

اُس کی کمزوری سے نہیں دیکھ دے وہ کچھ اور تھا۔ رینا اور فیض

حقیقت الگم ہی کی تیم سے تعلق رکھتی تھی۔ اچانک ایک دن ہے

ہماری تیم سے تعلق کچھ اس کا غذاء کر نیلی تھی جو تھیں سے اڑا کر

غائب ہو گئی کر نیل پہنچے تو خود اسے تلاش کرتا پھر مرقا می

پس سے مدد کا طالب ہوا۔ اس کے بعد کیا ہوا آپ جانتے ہیں یہ؟"

"یہی رچرڈس اور آپ کیوں؟"

"غایا وہ بیہاں کی تیم سے سارے ارکان کو اسی طرح فتح کر دینا پاٹھا تھا"

"بہر جان دفعہ بیہاں کے جھگڑے کی بنا پر بیہاں روشنی

ہوئے ہیں۔ اس سے دنلوں ہی ملزم گردانی جائیں گی" یہاں فیض

"یقین بھیجیں ایں ایک محنت وطن ہوں۔

بیہاں کی تھرست رکھی ہوں اور بھی صراحت میں ہے، میری تیم

بھی ملکی مفاد کے خلاف کچھ نہیں کر رہی ہے۔

"یہ... یہ جھکڑا بھی غیر قانونی ہے"

"کپٹن فیاض...!" دفعہ عنان نے ناخوش گواریجی میں کہا۔

"بڑھ کر نہیں... میں تمہیں خود کشی ہیں کرنے دوں گی"

"یہ کوئی سیری زیبان ہیں نہیں طلوا سے کاٹ رینا وغیر

"سرکوہاں...؟"

